



قطب الاقطاب فرید الدھر و حید العمر  
حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب  
نقشبندی مجددیؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مولف کتاب

حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ

کے حالات

آپ حضرت شاہ ابوسعید صاحب مجددی رحمۃ اللہ کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ علوم شریعت طائفت و حقیقت کے مخمراز تھے اسی طرح علوم ظاہری فقہ حدیث تفسیر میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے حضرت شاہ غلام علی صاحب سے طریقہ عالیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے۔ اور تکمیل کر کے حضرت شاہ صاحب سے شرف خلافت و دستار اجازت حاصل فرمائی۔

بالکمال والد کی تربیت سے چھوٹی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ علوم تعلیم و عقاید اپنے زمانے کے بے نظیر علماء و حضرات



شاہ عبدالعزیز صاحب کے تلامذہ مولانا فضل امام  
مفتی شرف الدین اور حدیث و تفسیر مولوی رشید الدین صاحب  
سے حاصل کئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم دینی و فیض  
باطنی کا حصہ وافر عنایت فرمایا۔

حضرت شاہ غلام علی نے آپ اور آپ کے والد ماجد  
حضرت شاہ ابوسعید اور شاہ رفیع اور مولوی بشارت اللہ  
کے متعلق بشارتیں دیں اور تحریر فرمایا کہ:-  
”یہ چاروں حضرات اس زمانہ میں دین محمدی کے  
ستون ہیں۔“

اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ  
کے انتقال کے بعد شد و ہدایت کی مسند پر جلوہ افروز  
ہوئے۔ آپ کی ذات سے ہندوستان، خراسان اور دوسرے  
ملکوں کے ہزاروں طالبانِ حق اپنی حسبِ حیثیت فیضِ نیا  
ہوئے۔

آپ کے خلفاء قندھار، کابل اور دوسرے علاقوں  
میں شہرت رکھتے تھے جنگِ آزادی، ۱۸۵۷ء کے ناز میں آپ مع اہل  
و عیال براہِ لاہور عازمِ حجاز ہوئے اور وہیں ۱۲۷۷ھ میں



انتقال کیا۔ آپ کی ولادت باسعادت، معتبر قول کے مطابق  
۱۲۱۷ھ میں ہوئی تھی۔ صاحب تذکرہ شاہ غلام علی نے آپ  
کی تاریخ ولادت ”منظر برداں“ سے نکالی ہے۔

آپ کے بھائی حافظ عبد الغنی و عبد المغنی بھی علم و  
عمل زہد و تقویٰ و ریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔

### بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف بے حد و حساب ذات بے مثال اللہ تعالیٰ  
کے لئے ہے اور درود بے شمار روح پر فتوح سرور راہ پیام  
صاحب قاب قوسین اداوی، شمس الضحیٰ، بدر الدیہ  
سراج بلا والہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے  
اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب و ازواج پر  
لاکھوں درود و سلام نازل فرمائے۔ اما بعد بندہ لاشعے بدنام  
کشتگان درویشان احمد سعید مجددی نبی و طریقہ کان اللہ  
عرض کرتا ہے کہ حاجی حرمین شریفین مقبول بارگاہ الہی  
حاجی علامہ الدین احمد نے درخواست کی کہ مراقبات و اشغال  
جو ہمارے امام اور قبیلہ قبوم ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد  
فاروقی سرمنہدی کے خاندان اور سلسلہ میں معمول ہیں، تحریر



کروں۔ اپنی عدم لیاقت کے باوجود موصوف کی درخواست کو ٹال نہ سکا۔ ہرگزوں کے کلام سے انتخاب کر کے چاروں سلسلوں کے اذکار و اشغال تحریر کیے۔ اور اس رسالہ کا نام اربع اہزار رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق کا طلبگار ہوں۔ میں نے اس رسالہ کو چار اہزار پر مرتب کیا ہے۔ ہزاروں۔ طریقہ شریفہ مجددیہ کے اشغال و مراقبات کے بیان میں جانتا چاہیے کہ حضرت قیوم ربانی بحمدہ الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ رکہ جن کی ولادت باسعادت ۱۰۹۷ھ میں ہوئی اور وفات ۱۱۳۲ھ میں ہوئی اور کسی نے آپ کی تاریخ کیا خوب نکالی ہے رعمراحدی مجدد فیض والا۔ ترحیل ہوو کہ نقشبند تقویٰ کے نزدیک انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے۔ پانچ کا تعلق عالم امر سے ہے اور پانچ کا تعلق عالم "خلق" سے جن لطائف کا تعلق عالم "امر" سے ہے وہ یہ ہیں: قلب، روح، سر، خفی، اخفی ان کے اصول عرش مجید پر ہیں اور لامکانیت سے تعلق رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان جو ہر مجرودہ کو انسانی جسم کے چند جگہوں پر مانت رکھا



ہے۔ دنیاوی تعلقات اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے یہ لطائف اپنے اصول (اصل مرکز) کو بھول جاتے ہیں یہاں تک کہ شیخ کامل و مکمل کی توجہ سے اپنے اصول سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی طرف میلان کرتے ہیں، اور شش الہی اور نثر و کی ظاہر ہوتی ہے۔ تا آنکہ وہ اپنی اصل کی طرف پہنچ جاتے ہیں۔ پہر اصل کی اصل کی طرف۔ اور اسی طرح نثر و کرتے ہی رہتے ہیں۔ یہاں تک ذات بحث جو صفات اور شئون سے خالی و مبرا ہے کی طرف پہنچ جاتے ہیں۔ پھر ان کو اکمل بقا حاصل ہو جاتی ہے۔

عالم "خلق" کے لطائف یہ ہیں۔ لطیفہ نفس۔ اور چار لطائف عناصر ربیعہ کے ہیں۔

عالم خلق کے ہر لطیفہ کی اصل، عالم امر کے کسی لطیفہ کی اصل ہے چنانچہ لطیفہ نفس کی اصل، اصل قلب ہے اصل لطیفہ یاد اصل لطیفہ روح ہے اصل لطیفہ آب اصل لطیفہ سر ہے۔ لطیفہ نار کی اصل لطیفہ خفی کی اصل ہے لطیفہ خاک کی اصل لطیفہ اخفی کی اصل ہے۔

(پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ ان لطائف میں سے ہر لطیفہ



کا نور جدا۔ جدا ہے۔ چنانچہ لطیفہ قلب کا نور زرو ہے، لطیفہ روح کا نور سرخ ہے، لطیفہ سر کا نور سفید ہے، لطیفہ خفی کا نور سیاہ، اخفی کا بستر ہے، ترکیب کے بعد لطیفہ نفس کا نور میرے خیال میں بلا کیفیت ہے یعنی اس کا کوئی رنگ نہیں ہے۔

ان لطائف میں ہر لطیفہ انبیاء اولوالعزم میں سے کسی نبی کے تحت قدم مبارک واقع ہے۔ چنانچہ لطیفہ قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ لطیفہ روح حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہما السلام کے زیر قدم ہے۔ لطیفہ سر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے، خفی زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ لطیفہ اخفی حضرت خاتم الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم ہے۔

مشائخ حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے پہلے لطائف عالم امر کی اصلاح کا معمول ہے اور اس کے لئے ان حضرات نے تین طریقے مقرر فرمائے ہیں۔

اسم ذات، یا نفی و اثبات کے ذکر میں  
اسم ذات کا ذکر اس طرح کرنا چاہیے کہ

پہلا طریق



زبان، کوتاہی سے لگاتے اور دل کو خیالات سے خالی کرے اور جس بزرگ سے ذکر لیا ہے۔ ان کے متعلق یہ سمجھے کہ وہ میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر دل کی زبان سے اللہ اللہ کہے۔ دل کی جگہ بائیں پستان کے نیچے دو انگلی کے فاصلہ پر ہے۔ اللہ اللہ کا مفہوم خیال میں رکھے یعنی وہ ذات جو تمام صفات کاملہ سے متصف اور تمام صفات ناقصہ سے پاکیزہ و مبرا ہے، اکثر اوقات اسی طرح ذکر پر مداومت کرے یہاں تک کہ دل ذکر سے جاری ہو جائے اس کے بعد لطیفہ روح میں ذکر کرے۔ لطیفہ روح کی جگہ (لطیفہ قلب کے مقابل) داہنے پستان کے دو انگلی نیچے ہے۔ پھر لطیفہ سر میں ذکر کرے جس کی جگہ بائیں پستان کے برابر دو انگلی کے فرق سے وسط سینہ کی طرف مائل ہے پھر لطیفہ اٹنی سے جس کی جگہ وسط سینہ ہے ذکر کرے اس طرح لطائف خمسہ جاری ہو جائیں گے اس کے بعد لطیفہ نفس سے ذکر کرے جس کی جگہ پیشانی ہے، پھر قالیبہ و لطائف عناصر رجبہ سے ذکر کرے جس کی جگہ تمام انسانی جسم ہے تا آنکہ رو میں رو میں سے ذکر جاری ہو جائے گا، اس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ جانتا چاہیے کہ عالم امر کے ہر لطیفہ کی عرش پر ایک اصل ہے جب تک کہ وہ اپنی اصل تک نہیں پہنچتا اس کو



فنا حاصل نہیں ہوتی چنانچہ اصل قلب تجلی افعال الہی ہے  
اصل روح صفات ثبوتیہ ہیں۔ اصل سرشیونات ذاتیہ ہیں  
اصل خفی صفات سلبیہ ہیں، اصل اخفی شان جامع ہے  
لہذا ان اصول کے لحاظ سے مراقبات کرے۔

لطیفہ قلب کا مراقبہ اس طرح کرے کہ اپنے قلب کو  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کیسا بنے رکھ کر جناب  
باری میں عرض کرے: اے اللہ تجلی افعالی کا فیض کہ جو قلب  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قلب آدم علیہ السلام میں پہنچا ہے۔  
میرے قلب میں پہنچا، لطیفہ قلب کی فنا تجلی افعالی میں  
ہو جائے گا اس مرحلہ میں سالک کے اپنے افعال اور تمام  
مخلوقات کے افعال اللہ تعالیٰ کے افعال کے ماسوا مخفی  
ہو جاتے ہیں اس ولایت قلب کو ولایت آدم علیہ السلام کہتے  
ہیں اور جس سالک کو یہ ولایت حاصل ہو جاتی ہے اُس  
کو آدمی المشرّب کہتے ہیں۔

لطیفہ روح کے مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے لطیفہ  
روح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ روح کے سامنے رکھ کر  
عرض کرے: اے اللہ تجلیات ثبوتی کا فیض کہ جو جناب



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ روح سے حضرت  
 نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے لطیفہ روح میں پہنچا  
 میرے روح میں پہنچا۔ جو شخص کہ اس لطیفہ میں داخل  
 ہو جاتا ہے اُس کو ابراہیم المشرب کہتے ہیں، اس وقت  
 سالک اپنی صفات اور تمام مخلوقات کی صفات کو اپنی  
 ذات اور تمام ممکنات سے سلب کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف  
 منسوب دیکھے گا۔ اسی طرح لطیفہ ”سر“ کو حضور انور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ سر کے مقابل سمجھ کر عرض کرے  
 کہ شیونات واثیہ کا فیض کہ جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام  
 کے سر مبارک سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سر میں پہنچا  
 میرے سر میں پہنچا۔ جو سالک کہ اس لطیفہ سے داخل الی اللہ  
 ہوتا ہے اُس کو موسوی المشرب کہتے ہیں، سالک اس وقت  
 اپنی ذات کو ذات حق سبحانہ و تعالیٰ میں فنا پاتا ہے۔  
 اس کے بعد اپنے لطیفہ خفی کو لطیفہ خفی حضور انور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل سمجھ کر عرض کرے کہ صفات  
 سلبیہ کا فیض جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خفی  
 مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خفی میں پہنچا ہے



میرے خفی میں پہنچا، جو سالک کہ اس مقام پر پہنچا ہے اُس  
کا نام عیسوی المشرب ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا تمام عالم سے  
منفرد اور مجر و ہونا اس مقام پر سالک کو مشہور ہوتا ہے۔  
پھر لطیفہ اخفی کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خفی کے  
مقابل سمجھ کر عرض کرے کہ ”شان جامع“ کا فیض کہ جو  
اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخفی میں  
پہنچایا ہے میرے اخفی میں پہنچا۔ جو سالک کہ اس راستہ  
میں واصل ہوتا ہے اُس کو محمدی المشرب کہتے ہیں مَنخَلق  
بِاخلاق اللہ واللہ تعالیٰ کے اخلاق سے آراستہ ہوتا  
سالک کو اس درجہ میں نصیب ہوتا ہے رمصرع آتیا کر  
خواہد و میلش بکہ باشد معلوم نہیں کہ دوست کس کو  
چاہتا ہے اور اُس کا میلان کس کی طرف ہوتا ہے۔  
نفی و اثبات کے ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے  
اپنی سانس کو ناف کے نیچے بند کرے اور بزبان خیال کلمہ  
”لا“ کو ناف سے دماغ میں پہنچائے اور لفظ ”الہ“ کو دائیں  
کندھے پر لے جائے اور لفظ ”لا اللہ“ کی پانچوں لطائف  
میں گزار کر دل پر ضرب کرے اس طرح شد و مد کے ساتھ



کہ ذکر کا اثر تمام لطائف میں پہنچے اور لفظ محمد رسول اللہ کو  
 سانس چھوڑنے کے وقت خیال کی زبان سے کہے اور ذکر  
 میں معنی کا خیال رکھنا شرط ہے کہ سوائے ذات حق کے کوئی  
 مقصود نہیں ہے اور "لا" کے وقت اپنی ہستی اور جمیع  
 موجودات کی نفی کرے اور اثباتِ اِلا اللہ کے وقت ذات  
 حق سبحانہ و تعالیٰ کا اثبات کرے اس ذکر میں دوسری  
 شرط یہ ہے کہ زبان خیال سے چند مرتبہ خاکساری عاجزی  
 اور نیازمندی سے جناب باری میں مناجات کرے کہ  
 پروردگار میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری رضا میرا سرمایہ ہے  
 تو مجھے اپنی محبت و معرفت عطا فرما۔

اپنی توجہ قلب کی طرف اور قلب کی توجہ ذات الہی  
 کی طرف رکھنا ضروری ہے کیونکہ نسبت کا حصول ان دو  
 چیزوں کے بغیر محال ہے اس توجہ کو وقوف قلبی کہتے ہیں  
 پھر یہ بھی ضروری ہے کہ دل کو خیالات اور وسوسوں سے  
 دور رکھے تاکہ یہ خیالات پر اگندہ اس پر غالب نہ کریں اس کو  
 نگہداشت کہتے ہیں۔

حبس دم ذکر میں مفید ہوتا ہے گرمی دل، ذوق



و شوق، رقت، محبت، خیالات و وسوس کا ازالہ اس کے فوائد ہیں، اور اس سے کثرت بھی حاصل ہو سکتا ہے۔  
 نفی و اثبات کے ذکر میں حدود طاق کی رعایت معمول ہے۔  
 اور اس کو وقوفِ عدوی کہتے ہیں۔ نفی و اثبات کے ذکر کا مذکورہ بالا طریقہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجڑانی رحمۃ اللہ علیہ کو تعلیم فرمایا تھا۔  
 ایک سانس میں ایک بار سے لے کر اکیس بار تک پہنچائے اگر اکیس بار تک پہنچایا اور کوئی فائدہ نہیں دیکھا تو اس کا عمل باطل ہے۔ نئے سرے سے شرائط کی اچھی طرح پابندی کے ساتھ کرے۔

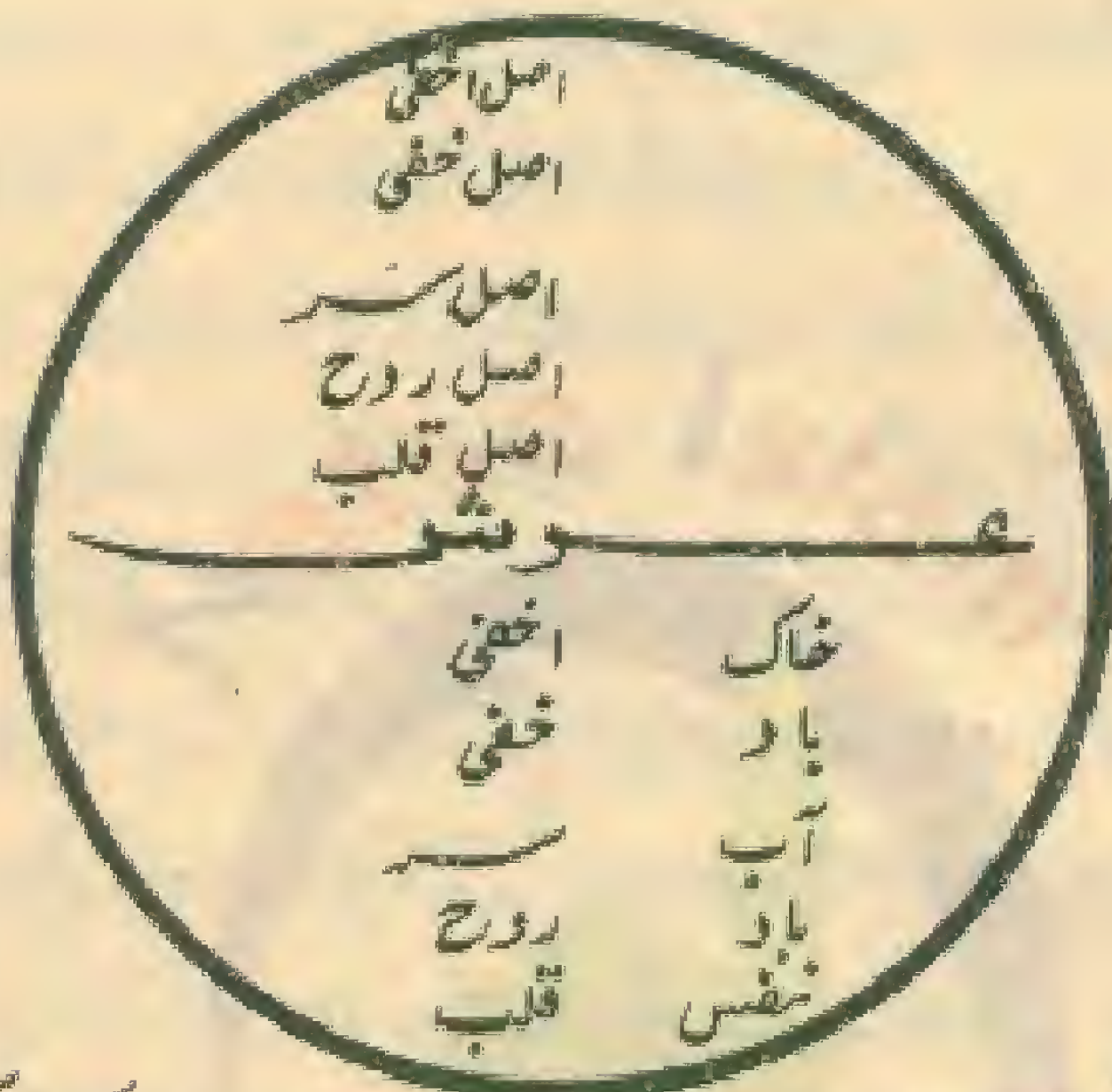
**طریق دوم** دوسرا طریقہ ”مراقبہ“ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر ذکر اور بغیر رابطہ شیخ خیالات فاسدہ سے اپنے دل کو محفوظ رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھنا۔  
 اس کی تدبیر یہ ہے کہ عاجزی اور فروتنی کے ساتھ ذات الہی کی طرف ہر وقت متوجہ رہے تاکہ توجہ الی اللہ بلا مزاحمت اس کی عادت بن جائے اس کو ”حضور“ بھی کہتے ہیں اور ذکر سے مقصود بھی یہی ہے۔



طریق سوم شیخ کامل و مکمل کی صحبت سے استفادہ  
 تیسرا طریق ہے، شیخ کی توجہ اور اخلاص کی برکت سے دل  
 غفلت سے پاک ہو جاتا ہے۔ جذبہ محبت اور مشاہدہ الہی کے  
 انوار کی شیخ مرید میں روشن ہو جاتی ہے۔ شیخ کی موجودگی میں  
 تواضع اور اس کی خوشنودی کے خیال سے اس کی غیر  
 موجودگی میں اس کا تصور کر کے مرید فیض پاتا ہے، شارح  
 نے فرمایا ہے کہ یہ طریق مقصد تک آسانی سے پہنچانے والا  
 ہے، اور اس کو رابطہ کہتے ہیں۔

ران سب اعمال و اشغال کے بعد جب دل کو  
 حضور و جمعیت حاصل ہو جاتے۔ اور تقریباً چار گھنٹہ  
 دل میں خطرات و وساوس نہ آئیں۔ تو یہ اس امر کی علامت  
 ہے کہ دائرہ امرکان جس کو شارح نے پہلا دائرہ کہا ہے۔  
 کو سالک نے طے کر لیا ہے۔ بعض شارح نے انوار و یکھنا  
 اس دائرہ کو طے کرنے کی علامت فرمایا ہے دائرہ امرکان کا  
 نصف زمیں سے عرش تک ہے اور دوسرا نصف عرش سے  
 اوپر ہے اور عالم خلق عرش کے نیچے ہے، اس کی شکل یہ





مراقبہ معیت :- اس کے بعد آیت کریمہ وہو معکم ایما کلکم  
 وہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے، کے مراقبہ میں مشغول ہو جائے  
 آیت کریمہ کے معنی کا خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت میرے  
 اور کائنات کے ہر ذرہ کے ساتھ ہے۔ اس مقام میں لا الہ  
 الا اللہ کا زبانی ذکر اس طرح کہ سالک کی توجہ قلب کی طرف  
 ہو اور قلب کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف معنی کی رعایت کے  
 ساتھ بہت فائدہ دیتا ہے، اس مراقبہ میں فیض کا منشاء  
 ولایت صغریٰ کا دائرہ ہے اور لطیفہ قلب پر فیض وارد  
 ہوتا ہے۔ دائرہ ولایت صغریٰ دو دائرہ ہے اور



اس کو دائرہ ظل اسما و صفات بھی کہتے ہیں۔ اس میں تجلیات  
افعالیہ الہیہ میں "سیر" حاصل ہوتی ہے۔

نیز اس مرتبہ میں توحید و جود ہی، ذوق شوق، رونا  
و ہونا، ہر وقت ذات حق میں استغراق، و محویت اللہ تعالیٰ  
کی طرف کامل توجہ، ماسوا کے خیال کا مٹ جانا، حاصل  
ہوتا ہے اور اسی کو فنا کے قلبی کہا جاتا ہے۔ جب سالک کی  
توجہ فوق سے ہٹ کر شش جہات کا احاطہ کرے اور  
نفس کا ترکیب ہو جائے جس کی جگہ درمیان پیشانی ہے تو  
ولایت کبریٰ جو کہ ولایت انبیاء ہے شروع ہو جاتی  
ہے یہ ولایت تین دائرہ اور ایک قوس مشتمل ہے۔

پہلے دائرہ میں آیت کریمہ سخن اقرب الیہ من  
حب الوردید رحم تمہاری رگ جان سے بھی زیادہ قریب  
ہیں اے مفہوم کا مراقبہ ہے جس کی نیت اس طرح کرے  
کہ اس ذات سے جو میری جان کی رگ سے بھی میرے زیادہ  
نزدیک ہے۔ مجھ پر فیض آ رہا ہے فیض کا منشاء دائرہ  
اولیٰ ولایت کبریٰ ہے لطیف نفس اور عالم امر کے لطائف  
خمسہ پر اس مرتبہ میں لا الہ الا اللہ کا ذکر زبان اور خیال سے



ان کے شرائط کے ساتھ، ترقی بخشنا ہے، کامل توجہ الی اللہ  
 خطرات و وساوس کا ازالہ اسی طرح عروج و نزول اور  
 قلب کی خاص کیفیات اس مقام کا فقدان ہے۔ بلکہ آہستہ  
 آہستہ تمام بدن پرانچہ ان کیفیات طاری رہتی ہے۔ اس مرتبہ  
 میں لطیفہ قلب کی بہ نسبت حالات و کیفیات بے رنگ  
 اور بے مزہ ہیں، لطیفہ نفس میں اس مرتبہ کی نسبت جب  
 قوی ہو جائے گی تو قلب فراموش ہو جائے گا۔

دوسرے دائرہ میں آیت شریفہ *محبہم و محبہم* روہ ان  
 سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں اس کے معنی  
 کو ملحوظ رکھ کر مراقبہ محبت کرے اس تصور سے کہ اس  
 ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست  
 رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آ رہا ہے منشاء فیض  
 ولایت کبریٰ کا دائرہ ثانیہ ہے جو کہ دائرہ اولیٰ کی وصل ہے  
 مور و فیض صرف لطیفہ نفس ہے۔

تیسرے دائرہ میں بھی آیت کریمہ *محبہم و محبہم* روہ  
 اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو  
 دوست رکھتا ہے، کے مفہوم کو ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ



اُس ذات سے جو مجھ کو دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آ رہا ہے۔ منشاء فیض ولایت کبریٰ کا دائرہ ثالث ہے جو ایشیاء علم کی ولایت اور دائرہ ثانیہ کی اصل ہے قوس میں بھی آیت کریمہ مذکورہ بالا کے مفہوم کو ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ اُس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اُس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آ رہا ہے۔ فیض کا منشاء ولایت کبریٰ کی قوس ہے جو کہ تیسرے دائرہ کی اصل ہے۔ یہ تین اصول ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کے اعتبار ہیں کہ جو صفات و شیونات کے میاوی ہیں۔

ہر زمانے روی جانناں رائقابے دیگر است  
 ہر حجابے را کہ طے کردی حجابی دیگر است  
 ولایت کبریٰ کے مقام بلند میں سالک کو درج ذیل امور حاصل ہوتے ہیں۔ سینہ کھل جاتا ہے۔ صبر و شکر کا مقام نصیب ہوتا ہے۔ کہ قصداً و قدر کے حکم پر چوں و چرا ختم ہو جاتی ہے۔ احکام شرعیہ کے قبول کرنے میں دلیل کی ضرورت نہیں رہتی جن چیزوں میں دلیل کی ضرورت ہوا



کرتی ہے وہ سب کے سب بدیہی بن جاتی ہیں۔ ہر قسم کی  
شورش سے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں  
پر کامل ترین یقین ہو جاتا ہے۔ نفس کو استہلاک و اضمحلال  
رہلاک ہونا اور گھٹنا ہوتا ہے۔ جس طرح کہ برف و مہوپ  
میں گھل جاتی ہے۔ توجید شہودی جلوہ گر ہو جاتی ہے۔  
”انا“ مر جاتا ہے کہ سالک اپنے وجود کو حضرت حق جل مجدہ  
کے وجود کا پر تو اور اپنے وجود کے توابع کو حق تعالیٰ کے  
وجود کے پر تو کے توابع جانتا ہے جب خود کے لئے لفظ  
انا استعمال کرتا ہے تو اس کو مجاز سمجھتا ہے۔ اپنی نیتوں کو  
تہمت زدہ اور اپنے عملوں کو ناقص سمجھتا ہے۔

اخلاق حمیدہ پیدا ہو جاتے ہیں، رذائل اخلاق حصر  
نجل، حسد، کینہ، تکبر، حب جاہ وغیرہ سے تزکیہ و صفائی  
ہو جاتا ہے۔

ولایت کی برائی اور سیر اسم الظاہ کو طے کرنے  
کے بعد اسم الباطن کی سیر و سلوک سامنے آتا ہے، سیر  
اسم الباطن کو ولایت علیا اور ولایت ملائکہ کرام کہا  
جاتا ہے۔ اس ولایت میں سوائے غصہ خاک و غنا و شلاشہ



یعنی آگ پانی، ہوا سے کام پڑتا ہے مراقبہ میں ذات باری جو اسم الباطن کا مسکن ہے کو محفوظ رکھے فیض کا منشاء وائے والا ہے۔ لا الہ الا اللہ کا ذکر اور نقل نماز بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔ توجہ، حضور اور عناصر ثلاثہ میں عروج و نزول حاصل ہوتا ہے۔ اس وائے میں باطن کے اندر عجیب وصوت اور طلاء اعلیٰ فرشتوں کی دنیا کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ فرشتے ظاہر ہونے لگیں، اور ایسے راز جو پوشیدہ رکھنے کے لائق ہیں معلوم ہونے لگیں۔

جب اسم الظاہر اور اسم الباطن کی سیر ساک نے طے کر لی تو گویا اُس کو مقصود یعنی ذات بحت کی طرف سیر کے لئے دُوباز و میسر آ گئے۔ ولایت علیا طے کرنے کے بعد اگر فضل الہی شامل ہو تو اُس کو سب سے پہلے کمالات نبوت ہیں سیر واقع ہو گی۔ کمالات نبوت کا مطلب ہے تجلی ذاتی۔ دائمی۔ بے پروہ اسماء و صفات اس جگہ ذات بحت کا کہ جو منشاء ہے کمالات نبوت کا مراقبہ کرتے ہیں اور مورد فیض لطیفہ خاک ہے۔

اس عجیب مقام میں جس کے ایک نقطہ کا طے کرنا تمام



مقاماتِ ولایت سے بہتر ہے حضور بے جہت حاصل ہوتا ہے  
 نگرانی، شورش، طلب، بے تابی، شوق سب کے سب زائل  
 ہو جاتے ہیں اور ان سے یقین حاصل ہو جاتا ہے معرفت کے  
 مقام، حال یہاں کوتاہ دست معلوم ہوتے ہیں۔ لا تدرکہ  
 الا بصار کے مصداق یافت اور ادراک یہاں پر نارسائی  
 کی علامت ہے نسبت باطن کی بے علمی اور ناشناسی اور  
 وصل عریانی کی حقیقت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس جگہ  
 وصول ہے، حصول نہیں۔

اتصالے بے تکلیف بے قیاس

ہست رب الناس را با جانِ ناس

یعنی لوگوں کے رب کو لوگوں کی جانوں کے ساتھ ایک  
 بے اندازہ اور بے کیف اتصال ہے، صفائی قلب،  
 اطمینان کامل، شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیہ  
 کا اتباع، باطنی نسبت میں وسعت، اور بے رنگی جسے  
 کیفی حاصل ہوتی ہے، اس مقام کے معارف انبیاء علیہم  
 السلام کے شریعتیں ہیں۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے  
 اور دوسروں کو انبیاء کی متابعت و وراثت سے



حاصل ہوتا ہے۔ توحید و جود و قیود و جود کے معارف میں  
سے ہیں راستہ میں رہ جاتی ہیں۔ اس کے بعد کمالات رسالت کا  
مراقبہ کرنے، اس ہیئت سے کہ اس ذات بخت سے جو کمالات  
خاص رسالت کا منشاء ہے سالک کی ہیئت وحدانی پر فیض  
آ رہا ہے دسوں لطیفوں میں تکمیل اور تقریر کو ہیئت وحدانی  
کہتے ہیں عروج و نزول و اکھبات تمام بدن کا حصہ ہے۔  
قرآن مجید کی تلاوت اور یہی قرأت کے ساتھ نقل نماز میں  
کمالات ثلاثہ اسی طرح حقائق سبعہ جن کا بیان آگے آ رہا ہے  
میں ترقی بگھٹا ہے۔ اس مرتبہ میں بھی بے رنگی اور بے کیفی کی  
کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ سارے مقالات ذات بخت حق بجا  
و تعالیٰ کے بحر بے کثاری کی موجیں ہیں جبل جلالہ و عم نوالہ۔  
اس کے بعد اس ذات بخت سے جو کمالات اولوالعزم  
کا منشاء ہے اپنی ہیئت وحدانی پر فیض لینے کا مراقبہ کرے۔  
اس کے بعد حقیقت کعبہ کا مراقبہ کرے اس طرح کہ اس  
ذات واجب الوجود سے جس کو تمام ممکنات سجدہ کرتی ہیں  
اور جو حقیقت کعبہ ربانی کا منشاء ہے میری ہیئت وحدانی پر  
فیض آ رہا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی سالک



پر مشہود ہو جاتی ہے اور سواک کے باطن پر ہیبت غالب ہو جاتی ہے۔ جب فنا و بقا اس مرتبہ پاک کی حاصل ہو جاتی ہے تو سواک خود کو بھی اس سے منصف سمجھتا ہے، اور ممکنات کی توجہ اپنی طرف سمجھتا ہے۔

بعد ازاں حقیقت قرآن مجید کا مرآتہ کرے کہ اس کمال وسعت والی بے چون ذات سے جو منشا حقیقت قرآن مجید ہے میری ہیبت و خدائی پر فیض آرہا ہے۔ کلام الہی کے بطون اسرار اس جگہ ظاہر ہوتے ہیں اور کلام اللہ کے ہر حرف میں معانی کا ایک بے پایاں دریا نظر آتا ہے۔ جس سے گوہر مقصود حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید پڑھنے کے وقت قاری کی زبان شجرہ موسوی کا حکم رکھتی ہے اور قاری کا تمام قالب زبان میں معلوم ہوتا ہے، قرآن مجید کے انوار کے ظاہر ہونے کی علامت عارف کے باطن کے اوپر ایک ثقل راجحہ کا وارد ہوتا ہے۔

آیت کریمہ انا متعلق علیک قولاً ثقیلاً ربے شک عنقریب ہم تجھ پر ایک بھاری قول ڈالیں گے، میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔



اس پاک مرتبہ سے بھی اونچا ایک اور مرتبہ ہے جس کا نام حقیقت  
 صلاۃ ہے اس کا مراقبہ اس طرح معمول ہے کہ سالک نیت  
 کرے کہ اُس ذاتِ بے مثل کمال وسعت والی بے چون  
 سے جو حقیقت صلاۃ کا منشا ہے میری ہیئت وحدانی پر  
 فیض آ رہا ہے اس مقام کی بلندی کے بارے میں کیسے  
 لب کشائی کی جائے کیونکہ حقیقت قرآن مجید اس کا ایک حصہ  
 ہے اور حقیقت کعبہ دوسرا حصہ جس سالک کو یہ پاکیزہ  
 حقیقت مل جائے تو وہ نماز کی ادائیگی کے وقت اس  
 وارفتگی سے چلا جاتا ہے اور دارِ آخرت میں داخل ہو جاتا  
 ہے، حدیث شریف ان تعبد اللہ کأنک تراه اس مقام  
 کو پوری طرح آشکارا کرتی ہے اور اسی حالت شریفہ کے  
 متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے  
 الصلاۃ معراج المؤمن (نماز مؤمن کی معراج ہے) نیز آپ  
 نے ارشاد فرمایا ہے اقرب ما یكون العبد من الرب فی  
 الصلاۃ (بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ نماز میں قریب  
 ہوتا ہے) اگر نماز پڑھنے کا حکم نہیں قرانا تو چہرہ مقصود کی  
 نقاب کشائی کون کرتا اور طالب کو مطلوب کی رہنمائی کون



کرتا رنگاروں کو لذت بخشے والی نماز ہے۔ بیماروں کو آرام پہنچانے والی نماز ہے۔ ”ارحمن یا بلال“ اسے بلال مجھے نماز کے ذریعہ راحت پہنچا، میں اسی کی طرف اشارہ ہے، اور قسوة عینی فی صلاۃ۔ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے میں بھی اسی کی طرف رہنمائی ہے۔ لوگ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں یہی وجہ ہے کہ صوفیوں کا ایک جم غفیر اپنے اضطراب اور فیض کی تشکین و علاج راگ و نغموں کے پردہ میں دیکھتے ہیں اور اپنے مطلوب کو سماع و وجد و تواجد میں تلاش کرتے ہیں اسی لئے وہ رقص و رقصی کو اپنی عادت بنا لیتے ہیں اگر نماز کے کمالات کا ایک شمع بھی ان پر ظاہر ہوتا تو کبھی بھی سماع و نغمہ کا دم نہ بھرتے اور وجد و تواجد کو یاد نہ کرتے۔

چوں ندیدند حقیقت رہا فسانہ زوہد  
حقیقت صلاۃ کے اوپر معبودیت صرفہ کا مرتبہ ہے جو کہ سب کی اصل اور سب کی جائے پناہ ہے اس مرتبہ میں وسعت اور اس کے ساتھ کوتاہی ظاہر ہوتی ہے۔ امتیاز راہ میں رہ جانا ہے سیر قدمی تمام ہو جاتی ہے۔



لیکن الحمد للہ نظر کو منح نہیں فرمایا گیا رسیر قدمی کی کوئی  
گنجا آتش نہیں ہے یعنی پرواز سے اس میں نہیں پہنچ سکتا  
بلکہ سیر نظری ہے نظر یعنی فکر سے فیض لے سکتا ہے کیونکہ  
نظر ہر جگہ پہنچ سکتی ہے ع

بلا بودی اگر ایں ہم بنو دی

یعنی اگر یہ بھی نہیں ہوتا تو مصیبت ہوتی ۔

اس مرتبہ میں مراقبہ ذات محض جو معبودیت صریح  
کا منشا رہے کرتے ہیں ، وقت یا محمد راے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
توقف فرمائے ، میں ممکن ہے اشارہ اسی کوتاہی قدم کی  
طرف ہو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹہر جائے اور قدم  
آگے نہ بڑھائے کیونکہ مرتبہ حقیقت کے اوپر حضرت  
حق سبحانہ و تعالیٰ کے تجرد و منزہ کا مرتبہ ہے کہ وہاں قدم  
کو جولانی کی اجازت نہیں ہے اور نہ گنجا آتش ۔

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت اس مقام پر مشکف  
ہوتی ہے اور ماسوا اللہ سے عبادت کی نفی مشکل ہو جاتی  
ہے ۔ اور اس بات کا یقین کامل کہ معبود حقیقی کے سوا کوئی  
عبادت کے لائق نہیں ہے ۔ اس مقام میں حاصل ہوتا ہے



اور عابد معبود سے کہا یٰتبعی خدا ہو جاتا ہے لا الہ الا اللہ کے معنی  
 منتہیوں کے نسبت لا معبود الا اللہ ہیں وہ اس جگہ معلوم  
 ہو جاتے ہیں جیسے کہ مبتدیوں کے نسبت لا موجود الا اللہ  
 اور متوسطین کی نسبت لا مقصود الا اللہ ہیں اس  
 مقام مقدس میں نظر اور تیز بصری میں ترقی نماز کی عبادت  
 پر منحصر ہے۔

جانتا چاہیے کہ حقائق الہیہ کی سیر یہاں تک ختم  
 ہو جاتی ہے اب ان حقائق میں ترقی صرف اللہ تعالیٰ  
 کے فضل پر موقوف ہے اب حقائق ایثار کا بیان ہوتا  
 ہے ان حقائق میں ترقی سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی محبت پر موقوف ہے جیسا کہ حق سبحانہ اپنی ذات کو  
 دوست رکھتا ہے۔ اسی طرح اپنی صفات اور افعال کو  
 بھی دوست رکھتا ہے پس محبت کی دو قسمیں  
 ہوتی ہیں (۱) محبت (۲) محبوبیت، محبت ذاتیہ کے  
 کمالات کا ظہور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ السلام  
 میں اور کمالات صفاتی و محبوبیت اسمانی کا ظہور حضرت  
 ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر



انبیاء علیہم السلام میں متحقق ہے۔ لہذا سالک کی سیر سب سے پہلے کمالاتِ صفائی اور حقیقتِ ابراہیمی میں کہ مقامِ خلت اسی سے کنایہ ہے شروع ہوتی ہے۔

اس جگہ مراقبہ اس طرح کرے کہ اُس ذات سے جو حقیقتِ ابراہیمی کا منشاء ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض آتا ہے۔ یہ مقام بہت ہی عجیب اور بہت برکتوں والا ہے۔ انبیاء کرام اس مقام میں حضرت خلیل علیہ السلام کے تابع ہیں اور حبیب خدا سیدالابرار صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بموجب آیت کریمہ اتبع ملۃ ابراہیم حنیفاً آپ ملتِ ابراہیم کی اتباع کریں جو سب سے بہت کر صرف اللہ کے ہونے والے ہیں، اتباعِ ملتِ ابراہیمی کا حکم فرمایا۔ اسی لئے حضور نے اپنے درود کو حضرت ابراہیم کے درود سے تشبیہ فرمائی۔ چنانچہ آپ نے اُمت کو درودِ ابراہیمی کی تعلیم فرمائی۔ اللہم صلی اللہ علی محمدؐ صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللہم بارک علی محمدؐ لما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید پس اس مقام میں درودِ ابراہیمی پڑھنا ترقی بخشتا ہے اور سالک کو



ذات حق سبحانہ کے ساتھ خاص اُنس و خلوت پیدا ہو جاتی ہے اور محبوبیت صفاتی جو کہ عالم مجاز میں خط و خال اور قد و عارض و غیرہ سے تعبیر کی جاتی ہے بطور عکس جلوہ گر ہوتی ہے اس مقام کو طے کرنے کے بعد سالک کی سیر حقیقت موسوی جو کہ محبت صرفہ سے کنا بیہ ہے میں ہوتی ہے، مراقبہ اس طرح کرے کہ وہ ذات جو حقیقت موسوی کا منشاء ہے میری پیٹ و حرانی پر فہمیں پہنچاتی ہے۔ اس مقام میں ایک عجیب کیفیت پوری قوت سے ظاہر ہوتی ہے کمالاتِ محبت یعنی محبت ذاتی کا ظہور استغنا اور بے نیازی کے ساتھ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض موقعوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بے تکلفی کے کلمات نکلے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے کلام کو ثقل کرتے ہوئے فرمایا۔  
 اِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ ۔

اس مقام میں درود شریف اللہم صل علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و علی جمیع الانبیاء و المرسلین خصوصاً علی کلیم موسیٰ علیہ السلام ترقی بخشتا ہے۔  
 اس مقام سے اوپر مرتبہ حقیقتہ الحقائق ہے



جس کو حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تخبہ کہا جاتا ہے  
اس جگہ مراقبہ اس طرح کیا جاتا ہے کہ وہ ذات جو محبوب  
بھی ہے اور محبوب بھی اور حقیقت محمدی کا منتشر ہے میری  
ہمیت وحدانی پر فیض رساں ہے گویا نام نامی محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم کے دویم محبت و محبوبیت کی طرف اشارہ ہیں۔  
اس مقدس مقام میں خاص طرز پر فنا و بقا حاصل ہوتی ہے  
اور سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک  
خاص قسم کا اتحاد میسر ہو جاتا ہے اور رفیع توسط کے معنی کہ  
اکابر اولیاء اس کے قائل ہوتے ہیں یہاں ظاہر ہوتے ہیں  
اور تابع متبوع کے رنگ میں ایسی مشابہت پیدا کر لیتا  
ہے گویا کہ ہر دو ایک ہی چشمے سے پانی پیتے ہیں اور دونوں  
ہم آغوش و ہمنار ہیں اور دونوں ایک ہی بستر سے ہیں  
اور شیر و شکر ہیں۔ اور اس درجہ محبت آن سرور صلی اللہ  
علیہ وسلم سے پیدا ہو جاتی ہے کہ امام الطریقہ حضرت  
مجدد الف ثانیؒ کے اس قول کے معنی ظاہر ہوتے ہیں کہ  
میں خدائے عز و جل کو اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے۔ اس مقام میں سالک کو



اپنے تمام دینی و دنیوی امور اور ہر حرکت و سکون میں  
محبوب رب العالمین سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے  
ابتاع سے کامل رغبت ہو جاتی ہے۔ کثرت درود ترقی  
بخشتا ہے۔

مرتبہ حقیقت محمدی علی صاحبہا الف الف تجنیہ ظہور  
اول ہے اور اس کو حقیقتہ الحقائق بھی کہتے ہیں اس لئے کہ  
یہ تمام حقائق خواہ وہ حقائق انبیاء ہوں یا حقائق ملائکہ  
علیہم الصلوٰۃ والسلام اس کے لئے نفل کی مانند ہیں۔  
حقیقت محمدی کے بعد سالک کی ترقی دائرہ حقیقت  
احمدی میں ہوتی ہے۔ اس مرتبہ میں مراقبہ اس طرح کرے کہ  
وہ ذات جو حقیقت احمدی کا منشاء ہے میری ہیئتِ خدائی  
پر فیض رساں ہے۔ اس مقام بلذ میں نسبت سابقہ علیہ  
انوار کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے اور عجیب و غریب کیفیت  
پیدا ہوتی ہے۔ جو بیان کرنے اور لکھنے سے باہر ہے محبوبیت  
واقعی اس مقام پر منکشف ہوتی ہے۔ محبوبیتِ ذاتی کا مطلب  
یہ ہے کہ صرف ذات سے قطع نظر صفات سے محبت کی جائے  
محبوبیت صفاتی کے سلسلہ میں پہلے گذر چکا ہے کہ محبوب



کے چند صفات ہوتے ہیں جن کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے۔  
البتہ یہ امر ذوقی ہے جب تک ذوق نہ ہو یہ امر حاصل  
نہیں ہوتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

آمدارو آن نگار کہ آنست ہرچہ ہست

آنرا طلب کنند حریفان کہ آن کجا است

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔

شاہد آن نیست کہ موے و میلے وارو

بندہ طلعت آن باش کہ آنے وارو

یعنی معشوق وہ نہیں ہے کہ جس کے بال و لہریاں اور جس  
کی مکر پتلی ہو ہم تو اس کی خوبصورتی کے قائل ہیں جو کوئی  
ادار کہتا ہو۔

اس مرتبہ میں درود شریف اللہ صلی علی سیدنا محمد

و علی آل سیدنا محمد و اصحاب سیدنا محمد افضل صلواتہم

عد و معلوماتہم و باریک و مسلم کذا کہ ترقی بخشتا ہے۔

اب بطور وضاحت مقام حضرت قیوم ربانی محمد

الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات سے چند سطور تحریر کرتا

ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دو



ناموں کے ساتھ موسوم ہیں اور آپ کے دونوں اسمائے  
مبارکہ قرآن مجید میں ذکر کئے گئے ہیں، محمد رسول اللہ اور  
احمد احمد اور ان دونوں مبارک ناموں کی ولایت  
علیحدہ علیحدہ ہے۔ ولایت تھری اگرچہ حضور صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کے مقام محبوبیت ہی سے پیدا ہوئی ہے  
مگر اس جگہ آپ کی محبوبیت، محض محبوبیت نہیں ہے  
محبت سے بھی میل رکھتی ہے، اگرچہ یہ میل اصالتاً ثابت  
نہ ہو، لیکن مقام محبوبیت محض کو مانع ہے!

اور ولایت احمد ثری محبوبیت ہے کہ اس میں محبت  
کاشائے بھی نہیں اور یہ ولایت پہلی ولایت سے مطلوب  
سے نزدیکی کے اعتبار سے ایک مرحلہ آگے ہے، اور محب کے  
لئے مرغوب تر ہے، کیونکہ محبوب اگرچہ محبوبیت نام رکھتا  
ہے اور استغنا و بے نیازی اس کی کامل تر ہوتی ہے  
محب کی نظر میں زیادہ زیبا اور زیادہ رغبتا ہوتا ہے اور  
اکثر محب کو اپنی طرف کھینچتا اور اسے والد و رفیق بناتا ہے  
مرے لئے صرف اسکی زیبائی ہی آفت نہیں ہے  
بلکہ اسکی بے نیازی میرے لئے زیادہ مصیبت ہے



اور اس مصیبت و بلا سے مراد عشق کا افراط ہے کہ  
محبوب خود عاشق ہے، سبحان اللہ اسم احمد کی کیا شان ہے  
کہ کلمہ مقدسہ احد سے اور حرف میم کے حلقہ سے جو اسرار  
الہی کے غوامض سے ہے مرکب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عالم بے چوں میں، گنجائش نہیں رکھی  
کہ عالم چوں میں اس سرکمون کی تعبیر بغیر حلقہ میم کے  
سما سکے، اگر گنجائش ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تعبیر  
فرماتے۔

وہ احد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حلقہ میم  
طوق عبودیت ہے کہ بندہ کو مولا سے متمیز کرتا ہے، پس  
بندہ وہی حلقہ میم ہے اور لفظ احد اس کی تعظیم کے لئے  
اور اظہار خصوصیت کے لئے لایا گیا، فصدی اللہ علیہ وسلم  
سوال پر مشائخ نے فنا و بقا کا جو ذکر فرمایا اور  
ولایت کو اس کے ساتھ مربوط فرمایا تو اس کا کیا مطلب  
ہے اور جو فنا و بقا تحسین محمدی کے سلسلہ میں ذکر کی گئی،  
اس کے کیا معنی ہیں۔

جواب ہے۔ وہ فنا و بقا جس کے ساتھ ولایت مربوط



ہے شہود کی فنا و بقا ہے۔ اگر فنا زوال ہے تو باعتبار نظر ہے  
اور اگر بقا اثبات ہے تو وہ بھی باعتبار نظر ہے وہاں صفات  
بشری کا پوشیدہ ہو جانا مراد ہے۔ نہ کہ زوال۔ اور تعین کا فنا  
ایسا نہیں بلکہ اس میں صفات بشری کا زوال و جودی  
محقق ہوتا ہے۔ اور حیدر سے تکوینی روح کا انخلا ہے۔

اور تعین کے بقا میں بھی بندہ اگر چہ حق نہیں ہو جاتا  
اور بندگی کے دائرہ سے نکل جاتا ہے بلکہ حق سے بہت  
زیادہ نزدیک ہو جاتا ہے اور بہت زیادہ محبت پیدا  
ہو جاتی ہے اور اپنے آپ سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ اس  
سے احکام بشری مسلوب ہو جاتے ہیں۔

مرتبہ حقیقت احدی طے کرنے کے بعد ”حُب صرف“  
کا مقام آتا ہے اس جگہ مراقبہ ذات جو حُب صرف کا منشا ہے  
کرتے ہیں۔ اس مقام میں کمال بلندی اور بے رنگی لازمی امر  
ہے، ذات مطلق اور لاتعین کے بہت قریب ہونے کی وجہ  
سے کیونکہ سب سے پہلی چیز محبت ہے جو کہ ذات مطلق سے  
ظہور پذیر ہوتی ہے محبت منشا ظہور و مبداء تخلیق مخلوقات  
ہے۔ حدیث شریف۔



کنت کثراً مخفياً  
 فاحسبت ان اعرف  
 فخلقت الخلق لان  
 اعرف  
 میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا  
 میں نے چاہا کہ میں پہچان جاؤں  
 تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا  
 تاکہ میں پہچان جاؤں۔

ہمارے اس مدعا پر قص قسطی ہے اور اصل میں حقیقت  
 مخفی ہی ہے اور جو پہلے بیان ہوئی وہ اس کا نقل ہے  
 حدیث قدسی۔

لولاک لما خلقت  
 الاقلاک ولولاک  
 لما اظهرت الیویة  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ  
 نہیں ہوتے تو میں آسمانوں  
 کو پیدا نہیں کرتا اور اگر آپ  
 نہیں ہوتے تو میں اپنی ربوبیت  
 کو ظاہر نہیں کرتا۔

میں بھی اس امر کی طرف اشارہ ہے خوب سمجھ لو اور کوتاہی  
 کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ یہ مقام حضرت سید الاولین  
 والا آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے  
 انبیاء علیہ السلام کے حقائق اس جگہ پائے نہیں جاتے اس  
 کے بعد مقام "الاعین" اور حضرت فات کے اطلاق کا مرتبہ



ہے کہ قدم کے لئے وہاں جولانی کی گنجائش نہیں، یعنی سیر قدری نہیں ہے، سیر نظری البتہ موجود ہے اور چونکہ حضرت ذات کی کوئی انتہا نہیں نظر عاجز حیران اور سرگردان ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

وامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

گلچین بہار تو زوامان گلہ دار و

یہ مقام بھی حضورؐ سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ خاص ہے اس جگہ مراقبہ اس ذات کا جو تعینات سے بری ہے کرتے ہیں۔

یہ ہے مختصر طور پر مقامات کا بیان جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم حضرت محمد و الف ثانیؐ کو سرازا اور ممتاز فرمایا اور ایک نیا طریقہ عنایت فرمایا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ وَاللَّهُ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

حضرت محمد و الف ثانیؐ اور آپ کے عظیم فرزندوں

اور آپ کے بلند مرتبہ خلفاء بڑے بڑے علماء اور عقلا راو



ارباب دانش و پیش کے ایک جہان کو ان مقامات پر سے  
بہرہ ور اور کامیاب بنایا ہے۔

چنانچہ اس قدر بے مقدار اور لاشی بے اختیار کو ان  
وہ بزرگ شیوخ اور کامل قطبوں نے جن میں ایک تو میرے  
والد ماجد، سنت کے زندہ کرنے والے، بدعات کو قطع کرنے  
والے علم و حیا کے مصور، جو دوسخا کے منبع یحیٰی و استقامت  
کے پہاڑ، طریقت و حقیقت کے رازوں کے واقف یگانہ  
روزگار ہمارے آقا، ہمارے ہادی حضرت، شاہ ابوسعید  
صاحب اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی کو طالبوں کے سروں پر  
تاویر دائم و برقرار رکھے آپ کی تاریخ ولادت اس مصرع  
سے ظاہر ہے "عالم و حافظ ولی باوا اور آپ کا اسم مبارک  
بطور تعمیل اس بیت سے ظاہر ہوتا ہے :-

قدت را بوی معطر چوید  
کلاه سعادت پیوستہ عید

آپ کے قد کو خوشبو کے ساتھ معطر جب دیکھا تو عید نے  
کلاه سعادت پہن لی،

فی المہر منطلق عن سعادة جد اثر النجاة ساطع البرهان  
رجو لے میں اپنے واوا کی سعادت



کے متعلق گویا ہے، شرافت نسبتی کے اثرات بالکل ظاہر ہیں  
 «فرو» سعید ازاںل آمدہ نام اور سعادت بود اولین کام اور  
 رازل سے ان کا نام سعید ہے، سعادت اُن کا پہلا قدم ہے  
 آج کل آپ اپنے پیرومرشد کی مشہد ہدایت و ارشاد پر قائم  
 ہو کر ہزاروں طالبان حق کو جو دنیا کے حصّوں سے چوٹیوں  
 اور ٹڈیوں کی طرح آپ کے آستانہ پر حاضر ہوئے فیض رساں  
 ہیں اور شریعت محمدی اور طریقہ احمدی کی ترویج و اشاعت  
 میں اپنے آبا و اجد کی طرح سرگرم عمل ہیں اللہم زد فرو  
 و کثر انخوان شافی الدین۔

دوسرے قطبوں کے قطب پورھوں اور جوانوں  
 کے شیخ پیرھوں صدی کے عجز و نائب رسول خلیفہ خدا  
 شریعت محمدی کی ترویج کرنے والے عالم ربانی محبوب الہی،  
 ہمارے امام ہمارے قبلہ ہمارے مرشد ہمارے ہادی حضرت  
 شاہ عبد اللہ المعروف شاہ غلام علی النقشبندی احمدی  
 اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی برکات کا  
 فیضان ہم پر جاری رکھے۔ آپ کا پہلا اسم مبارک اس بیت  
 سے بطور تمجید نکلتا ہے



ترکش تو بدست جائے عصا قیامت  
 زمین دوپلا گریز نیست کاش بجاہ او فتم  
 اور آپ کا دو سر نام اس شعر سے ظاہر ہے  
 منع نظارہ را مکن لطف تو این قدر پس است  
 بند چشم خویش دان بہر من این نظر پس است  
 اپنی طرف دیکھنے کو منع نہ کرتیری مہربانی میں یہی کافی ہے اپنی  
 آنکھوں کا غلام سمجھ میرے لئے یہ نظر کافی ہے اور آپ کی ولادت  
 باسعادت عمر مبارک اور سال وفات اس سے نکلتا ہے۔  
 سال تولید و حیات و فوت آن سلطان پاک  
 مظہر جو و امام و مظہر نیر و اں پاک  
 نیز تاریخ وفات اس مصرعہ سے ظاہر ہوتی ہے  
 جان بحق نقش بند ثانی واد  
 نور اللہ مضجعہ اللہ تعالیٰ آپ کی آرام گاہ کو انوار  
 سے بھر دے، یہی آپ کی تاریخ وفات ہے حضرت مولانا  
 خالد رومی کہ جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کامل ترین اور  
 بزرگ ترین خلیفہ ہیں، بلا و غروب روم شام میں قبولیت  
 اور شہرت رکھتے ہیں، خوارق و کرامات آپ سے ظہور پذیر



ہوئے ہیں خواص و عوام متلاشیان حق کے آپ پناہ گاہ  
 ہیں، موصوف نے ایک قصیدہ حضرت پیر و مرشد کی تعریف  
 میں نظم کیا ہے۔ اس کے چند اشعار آپ کی یاد آوازہ کرنے کے  
 سلسلہ میں درج ہیں۔

ولیعون کے پیشوا وشت خدا بینی کی سیاحت کرنے والے  
 اللہ تعالیٰ کے دوست دریلے معرفت الہی کے ستیاح تمام اولیاء و  
 کے چراغ، پیشواؤں کے رہنما، روحانی بزرگوں کے قبلہ و کعبہ، دنیا  
 کے چراغ، علم و نظر کے سورج، خزانہ معرفت کی کنجی اسرار الہی کے خزانہ  
 قدس کے امین، عید الشاد و رایسے بادشاہ کہ آپ کی توجہ  
 سے سپاہ پتھر بھی لعل بدخشاں کی خاصیت دیتا ہے ہندستان  
 آپ کی انقاس کی برکت سے یمن ہو گیا۔ انقاس رحمانی کی ہلک  
 برابر جاری ہے۔ اگرچہ آپ کے مشعل کی جگہ دہی ہو لیکن آپ  
 کی مشعل سے دنیا ایک کوٹھے سے لے کر دوسرے کوٹھے تک  
 نورانی ہے۔

نوع انسانی میں آپ کی کوئی مثل نہیں ہے  
 آپ کے فیض کی موجودگی میں سورج کو دنیا کی حکمرانی  
 کا دعویٰ زیب نہیں دیتا۔ آسمان کے لئے آپ کی عظمت و



رفت کے مقابلہ میں برابر کی کامرکان نہیں ہے۔ ہوا کو آپ  
کی بارگاہ میں آہستہ روی کی تاب نہیں ہے۔ اور آپ کی ہمت  
کے سامنے پہاڑ کو گران جانی کی۔

اگر پہلے زمانے کے استاد اس زمانہ میں ہوتے تو آپ  
کی محفل میں زانوئے تلمذ تہ کرتے بزرگوں نے معارف کے جو  
سینکڑوں دفتر بیان کئے وہ سب آپ کو ازبر ہیں اور وہ تمام  
بزرگ آپ کے نزدیک طفل مکتب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

بہت سے لفظی اور منصور جیسے بزرگ آپ کے کوچہ  
میں پڑے ہوئے ہیں لیکن آپ نے اس بلند مرتبہ کے باوجود  
منہ سے اتنا الحق نہیں نکالا۔ زمانہ بھر کے اقطاب کا آپ  
کے معاملہ میں دعویٰ رہنمائی ایسا ہی زیب و تیار جیسا کہ  
اندھیراروشن چاند کے مقابلہ میں بڑھانے کے آپ کی  
روحانیت کے مقابلہ میں دیگر ارواح اتنی پست ہیں کہ  
آپ کے قلعہ فکر تک ان کی پہنچ ہی نہیں ہو سکتی۔

آپ نے اپنی توجہات سے تمام مقاماتِ مجددی میں  
سرفراز اور ممتاز فرمایا اور اپنی ناقص استعداد کے موافق ہر  
مقام کی کیفیت و برکت اور نور جدا جدا وقت کی ان



میں سے بعض باز چھپانے کے لائق ہیں کہ ان کے بیان کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا ہے۔

بحان اللہ اپنے پیر و متگیر جن پر میری دل و جان قربان ہو کی قوت توجہ کو کس طرح بیان کروں کہ آپ جب ایک مقام کی توجہ دلاتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس مقام کو اپنی جگہ سے اٹھا کر مجھ کے سر پر ڈال دیا ہے یا اس اختیار کو امکان کی پستی سے اٹھا کر مقام بلند پر پہنچا دیا ہے حضرت والا کی عنایت و شفقت اس نا اہل پر اس قدر تھی کہ اگر ساری عمر اپنی پلوں سے آپ کے آستانہ کی جا رو ب کٹی کروں تب بھی معمولی سا حق تربیت والا کا ادا نہ ہو۔

(نزد)

اگر میرے روئیں روئیں کو زبان دے دی جائے تو آپ کے ہزار احسانات کا ایک شکر بھی ادا نہ کر سکوں چنانچہ ایک روز بندہ نوازی کرتے ہوئے اپنے غلام کو آپ نے طلب فرمایا اور اپنے نزدیک بٹھلایا اور پیران کبار کی فاتحہ پڑھ کر میری طرف توجہ فرمائی میں نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مجدد الف ثانی خازن الرحمن شیخ محمد سعید



حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم تشریف لائے ہیں اور  
 حضرت پیر دستگیر کی جگہ پر حضرت مجدد الف ثانی تشریف  
 فرما ہوئے، اور حضرت مجدد کے سر مبارک کی طرف کھوٹے  
 قیاصلہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوا میں معلق تشریف  
 فرما ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس حقیر پر توجہ  
 مبذول فرما رہے ہیں اس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا فیض حضرت مجدد سے ہوتا ہوا اس خاکسار تک پہنچ  
 رہا ہے اور اس ناچیز ذرہ کو روشن و منور بنا رہا ہے، اس  
 وقت جو عجیب و غریب کیفیت حاصل ہوئی وہ نہ بیان  
 کی جاسکتی ہے نہ تحریر میں سما سکتی ہے، بہت دیر تک بیہوش  
 رہا، اور نسبت خاص کے دریا میں مستغرق رہا۔

اس حلقہ میں والد محترم مدظلہ اور عم مکرم شاہ  
 رؤف احمد صاحب جو والد محترم کے اجل خلفا میں ہیں اول  
 جنہوں نے آپ کے ملفوظات و مکتوبات جمع فرمائے ہیں  
 نیز سید اسماعیل مدنی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ  
 غیبی کے سبب نسبت باطنی کے حصول کے لئے پیر و مرشد  
 کی خدمت میں حاضر ہوئے بحالت مراقبہ موجود تھے۔ وقت



صبح جب پیر و مرشد مدظلہ سے اپنا یہ مشاہدہ عرض کیا تو  
آپ نے اس کی تصویب و تصدیق فرمائی، مگر اخفا کا حکم  
فرمایا۔

اس واقعہ کے بیان کرنے کا مقصد پیر و مرشد  
کی قوت و تصرف کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو  
کتنے بلند مرتبہ اور عالی مقام پر فائز فرمایا تھا۔ آپ کا وجود  
مبارک منجملہ آیات الہی کے ایک آیت اور خدا تعالیٰ کی  
بے پایاں رحمتوں میں ایک رحمت تھا عالم میں آپ کی مثال  
اسی طرح معدوم ہے جیسے عقار مغربی کا وجود نہ

میں نے دیکھا چھان ماری، بہت سے حسینوں  
کے لطف و کرم آزمائے، بہت سے حسین دیکھے  
مگر تم چیز ہی کچھ اور ہو۔

نیز اسی دوران عید قربان کے موقع پر مجمع عام کیلئے  
اپنے در کے اس حقیر خادم کو اپنے دست مبارک سے ملبوس  
خاص کلاہ، عمامہ اور پیراہن پہنانے کے شرف سے مشرف  
فرمایا، اور اجازت سے سر فرائز فرما کر تاویر دعاؤں سے  
مفتخر فرمایا۔



اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ حضرت پیر و مرشد  
کی عنایت اور توجہ کی برکت سے اس خاندان شریف کی  
نسبت سے گوشت و مٹا بہت پیدا ہوئی اور اللہ تعالیٰ اس بات پر  
بھی قادر ہے کہ وہ اس مرتبہ پر فائز فرماوے جس کا دل  
متمنی ہے۔

کن لى ربى کما کنت بحمد و اجعلنى لک کما  
جعلک محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے ور زبان  
ہے، اور بار بار یہ رباعی پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔  
میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تری تمنا میں حیوں  
خاک ہو جاؤں اور تیرے قدموں میں پڑا رہوں  
مجھ خستہ و خراب کا پوری کائنات میں تو ہی مقصود ہے  
میرا مرنایا بھی تیرے لئے ہے اور جیسا بھی،

اے میرے معبود اے میرے مولا، تیری درگاہ میں  
قبولیت کے لائق میرے پاس کوئی عمل نہیں میرے دائیں  
طرف کا فرشتہ بیکار و معطل ہے کہ اس کے لکھنے کے لائق کوئی  
عمل نہیں، اور بائیں طرف کا کاتب خوب چوکس کہ سر سے  
پاتک بھر عصیاں میں غرق ہوں، اور گناہوں میں جکڑا ہوا عظیم



گناہوں کے بوجھ سے دبا اور جھکا ہوا حاضر ہوا ہوں  
 اگر آپ دستگیری نہ فرمائیں گے تو لڑکھڑا کر گر پڑوں گا۔ آپ  
 کے لطف و کرم سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں، کیونکہ اپنی  
 رحمت سے مایوس ہونے کو آپ نے منع فرما دیا ہے۔  
 قطعاً۔ روز ازل میں تو نے میری کیفیت ملاحظہ  
 فرمائی تھی اور باوجود عیب وار ہونے کے مجھے اپنا بندہ بنالیا  
 تھا۔

آپ کا علم بھی وہی میرا عیب بھی وہی، اب جس کو تو  
 نے پسند کر لیا تھا اس کو رو نہ کر۔

اے اللہ تیری مغفرت میرے گناہوں سے وسیع تر  
 ہے، اور تیری رحمت ہی اپنے اعمال کے مقابلہ میں سہارا  
 ہے۔ میرے ساتھ وہ سلوک فرما جو تیری رحمت کا مقتضائے  
 ترے شایان شان ہے، وہ برتاؤ نہ کر جس کا میں مستحق ہوں۔  
 رباعی: میں تو غلیں و مجبور دل رکھتا ہوں، اس کی پرشش  
 نہ فرماتے جس بخشد کیجئے، سو طرح کے واقعات درپردہ ہیں پرشش  
 نہ کر معاف فرما دے۔ اگر اعمال کی پوچھ گچھ کی تو مجھے شرم  
 آئے گی اے اکرم الکریمین پوچھ تا چھ نہ کر جس بخشش فرما۔



پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بھی  
آپ کی عنایت کو اسی طرح اپنے شامل حال دیکھتا ہوں،  
جب بھی کوئی دشواری پیش آتی ہے آپ کے مزار پر حاضر  
ہو کر عرض کرتا ہوں اور وہ مشکل حل ہو جاتی ہے۔

ایک بار خواب میں دیکھا کہ حضرت کے قریب بیٹھا  
ہوں اور حضرت مجھ پر توجہ فرما رہے ہیں، آپ کی توجہ شریف  
کا اثر اپنے اندر بے تابی و بے قراری کی صورت میں محسوس  
ک رہا ہوں کبھی اس طرف لڑھک جاتا ہوں کبھی دوسری  
طرف اس وقت آفتاب کی طرح منور ایک نحیف جسم  
ظاہر ہوا اس کی شاعروں نے پوری مجلس کو احاطہ کر لیا  
اور منور بنا دیا۔ توجہ سے فارغ ہو کر اس ناچیز سے آپ کے  
دریافت فرمایا کہ معلوم ہے میں نے کونسی نسبت کی توجہ تم پر  
ڈالی ہے، عرض کیا کسی نئی نسبت سے سرفراز فرمایا  
کیا ہوں جس کے نام سے ناواقف ہوں، آپ نے ارشاد  
فرمایا کہ تجھے نسبت عشق سے بلندی اور اعزاز بخشا گیا ہے  
نیز ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک مسجد میں بہت بڑا اجتماع  
ہے جس میں پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ میرٹھ جلس ہیں والد محترم



بھی تشریف رکھتے ہیں، اور آپ سے عرض کر رہے ہیں کہ جناب میرے پاس کچھ گندم تھی میں نے ایک شخص سے کہا کہ ان کو بھنوا کر فقرا میں تقسیم کر دو، اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ رہا۔

اسی دوران حضرت مکرس کرا اور عصا اٹھا کر کھڑے ہو گئے، میں بھی اپنے ایک مخلص کے ساتھ حضرت کے ہمراہ روانہ ہوا، حضرت باوجود ضعف پیرائہ سالی کے اتنی تیز رفتار سے چل رہے تھے گویا ہوا پر اڑ رہے ہیں۔ فدوی بھی کوشش کر کے قدم بقدام چلا جا رہا ہے، حضرت کے دست مبارک میں ایک برتن ہے جس میں کھانے کے قسم کی کوئی چیز ہے اور میرے ہاتھ میں بھی دیباہی ایک برتن ہے جو کھانے سے پر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ حضرت کا بوجھ اٹھالوں چنانچہ اپنا بوجھ اپنے ساتھ لے کر تھکا کر حضرت سے وہ بوجھ طلب کیا آپ نے بخوشی فدوی کو دے دیا۔ اس وقت آپ کی زبان پر لفظ مبارک اللہ جاری تھا۔

بندہ نے آداب سرفرازی بجالا کر وہ بوجھ اٹھالیا اور آپ کی ہمراہی میں لپکا۔ اسی دوران ایک آبادی ظاہر ہوئی اور ہم اس میں داخل ہوئے اور ایک مسجد کے قریب پہنچے جس کے



دور راستے تھے، ایک راستہ تو آمد و رفت کا معلوم ہوتا تھا کہ  
 اس کے درمیان بہت بڑا زینہ تھا، دوسرا راستہ بند معلوم  
 ہوتا تھا جو مسجد کے قرب و جوار میں رہنے والوں میں سے  
 ایک کے گھر میں سے جاتا تھا، جو بہت ہی نزدیک پڑتا تھا لیکن  
 اس راہ میں گندگی حائل تھی۔ فقیر نے حضرت کے ضعف و  
 ناتوانی کا خیال کر کے عرض کیا کہ حضرت یہ آمد و رفت کا عام  
 راستہ ذرا دشوار ہے یہ دوسرا راستہ زیادہ آسان اور زیادہ  
 قریب ہے اگر اس سے تشریف لے چلیں تو بہتر ہے البتہ اس  
 راہ میں کچھ گندگی ہے آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں،  
 ہاتھ ناک پر رکھ کر گزر جاؤں گا تم بھی ایسا کر لو۔ چنانچہ تعمیل  
 ارشاد کرتے ہوئے وہاں سے گذر کر پاک و صاف مسجد میں  
 بیٹھ گیا اور اس مقام کی حقیقت کے انوار و برکات سے جن کی  
 تعبیر حقیقت صلوٰۃ بیان کی جاتی ہے اور جو سالکوں کا منتہا ہے  
 قدم شمار ہوتا ہے بہرہ ور ہوا۔

اس خواب کی تعبیر میں چند بشارات مستفاد ہوتی ہیں۔  
 بشارت اول :- خلافت خاصہ کی طرف اشارہ



بشارت دوم۔ راہ سلوک کی، سیر مرادی کی  
جانب اشارہ ہے اور

بشارت سوم۔ دنیا و اسباب دنیا کے مضرت ہونے  
کی طرف اشارہ ہے۔ جو بھی اس واقعہ مذکورہ پر غور کرے گا  
یہی سمجھے گا۔

ایک مرتبہ فقیر کے ایک ساتھی نے درخواست کی کہ  
نسبت قادری کی طرف توجہ دوں! چنانچہ حضرت  
عوث الثقلیٰ رضی اللہ عنہ کی روح مبارک پر ایصال  
ثواب کر کے متوجہ ہوا۔ تو دیکھا کہ حضرت مدد روح رحمۃ اللہ علیہ  
تشریف لائے، اور میری گردن پر رونق افروز ہوئے، اور  
اپنے سر مبارک سے تاج مژن اتار کر حقیر کے سر پر  
پہنایا۔ اور اپنی خاص نسبت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ کچھ دنوں  
تک حضرت کی نسبت غالب رہی، اور اس کی لذت تو  
اب تک یاد ہے۔ حضرت موصوف کی نسبت مخصوصہ کی  
کیفیت بیان میں نہیں آ سکتی ہے۔ بخدا جب تک چکھ نہ لو  
اس کا مزہ جان ہی نہیں سکتے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان حضرات کو بہترین جزا عطا فرمائے



اور ان کے کمالات اور برکات سے ہم کو کبھی بھر پورا ور کامل  
حصہ رحمت شریکے جیسی کہ ہماری تمنا اور خواہش ہے (آمین)  
اس قسم کے واقعات و مقامات بہت ہیں کہ سب کا  
اخطاط باعث طوالت و منافی اختصار ہوگا جو اس رسالہ کا  
مقصود ہے حضرت پیر و ستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے احوال  
کشف و کرامات، دن رات کے عبادات و معمولات پر  
انشار اللہ مستقل کتاب لکھوں گا۔

اب قادر یہ و چشتیہ کے اشغال کا بیان مناسب  
معلوم ہوتا ہے تاکہ یہ مختصر رسالہ جامع سلاسل ہو اور اس  
کا نفع عام و تمام ہو۔

## شہر دوم

اشغال مشائخ حیلانیہ کے بیان میں ہے۔  
مشائخ حیلانیہ امام طریقت محبوب سبحانی قطب بانی  
غوث صہبانی سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر حیلانی  
رضی اللہ عنہ کی نسبت کے حامل ہیں۔ آپ کی ولادت  
باسعادت سال ۸۴۲ھ میں ہوئی اور وفات شریف ۸۶۴ھ



میں۔ آپ کی عمر مبارک اکانٹوے سال کو پہنچی، آپ کی ولادت وفات اور عمر کے سنین کے لئے فارسی کا یہ شعر بہت ہی مشہور و معروف ہے۔

سینش کامل و عاشق تولد

وصالش داں ز معشوق<sup>۴۱</sup> اپنی

واضح رہے کہ ابتدا میں اس خاندان کے ہاں طالب

کو ذکر چہر متوسط کی تعلیم دی جاتی ہے جس کی دو قسمیں

ہیں۔ ۱۔ اسم ذات ۲۔ نفی و اثبات۔ پھر اسم ذات

چار قسم کا ہے۔ قسم اول یک ضرفی ہے۔ جس کی

صورت یہ ہے کہ شد و مدا اور چہر کے ساتھ قلب و حلق

کی قوت سے اللہ کہے۔ پھر تھوڑا توقف کرتے تاکہ سانس قرار

پائے۔ پھر اسی طرح ضرب لگاتے اور اسی کو معمول بنا کر اس

کو ورد بنا لے۔

قسم دوم۔ دو ضرفی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ

نماز کی ہیت پر دو زانو بیٹھے اور لفظ اللہ کی پہلی ضرب

دائیں زانو پر لگا کر فوراً دوسری ضرب دل پر لگاتے۔

اس میں فصل نہ کرے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں ضربیں



پوری شدت و قوت سے لگائے، خاص کر دل پر ضرب  
شدت سے پڑے۔ تاکہ دل متاثر ہوا اور جمعیت خاطر حاصل

ہو۔

قسم سوم سے ضربی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ  
چار زانو پیٹھے اور ضرب لگائے پہلی ضرب وائیں زانو پر۔  
دوسری بائیں زانو پر اور تیسری دل پر، شدت و جہر کے  
ساتھ۔

قسم چہارم۔ چار ضربی ہے۔ اس میں بھی نشست  
چار زانو ہی ہوتی ہے پہلی ضرب وائیں زانو پر، دوسری  
بائیں پر، تیسری دل پر اور چوتھی اپنے سامنے، یہ چوتھی ضرب  
سب سے زیادہ شدید اور آواز کی بلندی کے ساتھ لگائے۔  
دوسری قسم نفی و اثبات میں لا الہ الا اللہ کی  
ضرب لگائی جاتی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو زانو اور  
بقیہ پیٹھے دونوں آنکھوں کو بند کر کے لفظ لا کہے۔ لا  
کہتے وقت سانس ناف سے کھینچے اور وائیں کندھے تک  
لے جائے، پھر الہ کہے اور اس کو اصل دماغ سے نکالے،  
اس کے بعد لا الہ الا اللہ کی ضرب شدت و قوت کے ساتھ



دل پر لگائے نفی کے وقت، مجبوریّت و مقصودیت غیر خدا کی نفی کا اوصیان رکھے، اور اثبات کے کلمہ کے وقت اللہ تعالیٰ کے اثبات کا تصور کرے۔

ضربات کی ششدری، شدت و جہر اور مقام و مکان کی رعایت میں حکمت یہ ہے کہ آدمی ہر طرف دیکھنے اچھی آواز سنتے، دل میں خطرات و وساوس آئے، اور تصورات کے معاملہ میں چونکہ مجبور ہے اس لئے مشائخ طریقہ رحم اللہ نے غیر کی طرف سے توجہ ہٹانے کے لئے بی طریقہ اور یہ شرائع مقرر فرمائی ہیں تاکہ خارجی خطرات سے خالی ہو کر اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف توجہ ہو جائے۔

اہل سلوک کے لئے ضروری ہے کہ فجر و عصر کی نماز کے بعد یا سجم کیجا ہو کر حلقہ بنائیں اور اجتماعی طور پر ذکر اللہ کر اپنا معمول بنالیں۔ اجتماع میں بہت سے ایسے فوائد حاصل ہوتے ہیں جو انفرادی طور پر حاصل نہیں ہوتے۔

پس جب طالب پر ذکر حلی کے اثرات مرتب ہو جائیں اور وہ اپنے اندر ذکر کے نور کا مشاہدہ کر لے۔ یعنی ذوق و شوق پیدا ہو جائے خطرات رفع ہو جائیں طاقت



قلب حاصل ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی بڑائی ماسوا کے مقابلہ میں لایح ہو جائے تب اس کو ذکر و خفی کرایا جائیگا اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

اول اسم ذات مع امہات صفات  
اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں آنکھیں بند کر کے ہونٹ بھی باہم ملا لے اور زبان سے اللہ سمیع، اللہ بصیر اللہ علیم، کہے، اور خیال میں ان کلمات کو اپنی نواف سے سینہ، سینہ سے دماغ، دماغ سے عرش تک پہنچ کر باہر نکالے، پھر کہے اللہ بصیر، اللہ علیم، اللہ سمیع اور اس وقع مقامات مذکورہ سے ان کا نزول تصور میں لائے (یعنی عرش سے دماغ، دماغ سے سینہ، سینہ سے نواف، یہ پورا ایک دور ہوا۔ اور اس کو اسی طرح بعد میں کرتا رہے۔ اس طائفہ کے بعض بزرگ اللہ قدیر کو بھی ان کلمات کے ساتھ شامل کرتے ہیں۔

دوسری قسم نفی و اثبات ہے جس کا طریقہ اوپر بیان ہوا۔ ایک اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ ساک کو اپنے سانس کی آمد و رفت پر دھیان رکھنا چاہیے۔



جب سانس باہر آئے تو بزبان قلب لا الہ کے اور جب  
 سانس اندر جائے تو لا الہ کے اکابر صوفیہ رحمۃ اللہ  
 علیہم اس کو پاس انفس کہتے ہیں۔ خطرات و وساوس  
 و تصورات کو دور کرنے میں عظیم الخاصہ ہے۔ پس جب  
 طالب پر ذکر خفی کے آثار ظاہر ہونے لگیں اور اپنے باطن  
 میں اس ذکر کے نور کا مشاہدہ کرنے لگے تو اس کو مراقبہ کا  
 حکم فرماتے ہیں۔ اور اس کے اثر ظاہر ہونے سے مراد یہ ہے  
 کہ شوق و غلبہ محبت اور سمت تمام فکر کی سمت میں پیدا  
 ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور اس کی طلب حاوی  
 ہو جائے، سکوت میں مزہ ملے گفتگو اور مشاغل و دنیاوی  
 سے طبیعت بھاگنے لگے۔

جانتا چاہیے کہ مراقبہ ماوہ ترقیب سے مشتق ہے  
 جس کے معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیض کا انتظار کرنے  
 کے ہیں مراقبہ کی چند قسمیں ہیں۔ پہلے اس کے معنی کلی کا ذکر  
 کرتا ہوں تاکہ اپنے تمام جزئیات پر صادق آئے اور وہ  
 یا تو آیت کلمہ کا زبان سے تلفظ کرنا ہے یا دل میں اس کا  
 خیال جمانا اور اس کے معنی کو اچھی طرح سمجھ میں بٹھالینا ہے



اس کے بعد ان معانی کی کیفیات اور اس کے مصداق کا تصور کرنا۔ پھر ول کو یکسو کر کے صورت معبود و پر اس طرح توجہ جماد کر دل میں اس خاص صورت کے سوا کسی اور چیز کا گذر نہ ہونا تاکہ اس صورت کا استغراق متحقق ہو جائے اور اس کے ماسولے ذہن خالی ہو جائے، مراقبہ کی اصل یہ حدیث شریف ان تعبد اللہ کا فک ترا لا فان لم تکن قرا لا فاند یراک ہے پس سالک یا تو اللہ حاضری، اللہ ناظری اللہ معی کا دل میں خیال لائے اور اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے یا اس کی معیت کا جہت و مکان کے تشریح کے ساتھ تصور کرے، تاکہ اس تصور میں استغراق پیدا ہو۔

آیت شریف و لہو معکم ایما کنتہ رتم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے، کے مفہوم کو لحاظ میں رکھے اور حالت قعود و قیام، خواب و بیداری، خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ کی معیت کا تصور کرے، یا ان آیات کے الفاظ زبان پر جاری رکھے۔

ایما تولوا فتم وجہ اللہ رتم جدھر بھی منہ پھیر

ادھر ہی اللہ ہے،



اولہم یعلم بان اللہ بیری (وہ جانتے نہیں کہ  
اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ رہا ہے)

مخزن اقرب الیہ من حیل الوریہ (ہم اس کی  
رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں)  
واللہ یکل شئی محیط (اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو  
گھیر رکھا ہے)

ان معنی میں سیلہ دین (میرا پیر میرے ساتھ  
ہے عنقریب راستہ دکھا دے گا)  
ہو الاول والاخر والظاہر والباطن (وہی اول  
ہے وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن)  
یہ تمام مراقبات مذکورہ اللہ تعالیٰ سے تعلق خاطر کے  
لئے مفید ہیں۔

ہاں وہ مراقبے جو قطع علائق، تجرد تام، سکرو صحو  
کے لئے مفید ہیں ان کے منجملہ آیت کل صت علیہا فان  
ویمیقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔ کا مراقبہ ہے  
اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے نفس کو مردہ تصور کرے اور دل  
سے غائب جائے، اور سمجھے کہ اس کو ایک جگہ سے دوسری



جگہ بدل لا جا رہا ہے آسمان کو تتر بتر اور ٹوٹا پھوٹا تصور کرے  
اور خیال کرے کہ ثاب اس کی وہ ترکیب رہی نہ صورت اور  
یہ تصور کرے کہ بس اللہ تعالیٰ ہی باقی و موجود ہے۔ اس  
مراقبہ کی اتنی مشق کرے کہ اس کا نتیجہ جو محویت ہے حاصل  
ہو جائے۔

اسی طرح آیت ان الموت الذی تفرون منه فانه  
ملاقیکم رحمن موت سے تم بھاگے پھر رہے ہو وہ تم کو  
پکڑ کر رہے گی، اور ایسا نکو نہوا یدراکم الموت  
ولو کنتم فی یروح مشیدہ تم جہاں بھی ہو موت  
تم کو پکڑ لے گی چاہے بلند و مضبوط پر جوں ہی میں کیوں  
نہ جا چھپو، کا مراقبہ ہے،

پس جب سالک پر مراقبہ کے فوائد ظاہر ہو جائیں  
اور اس کے انوار کا مشاہدہ کرنے لگے تو اسے توحید  
افعالی کا سبق دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم نے دو چیزوں کی ترغیب و تاکید فرمائی ہے۔  
ایک ذکر اللہ کہ اس سے زبانیں ذکر مراد ہے



اور دوسرے فکر کہ اس سے مراقبہ مراد ہے۔

اور مشائخ طریقت نے سالک کی ترقی از ذکر تا سوئے فکر

میں آسانی کے لئے ذکر خفی استنباط فرمایا ہے۔

بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے آنے والے واقعات

کے معلوم ہونے کے لئے تجربہ کیا اور اس کا طریقہ یہ ہے

کہ طالب غسل کر کے عمدہ لباس جو اس کے پاس ہو پہنے اور

خوشبو لگائے، اور خلوت میں محنت ہو کر بیٹھے اور ایک

قرآن شریف کھلا اپنے دائیں طرف رکھے، دوسرا بائیں

تیسرا سامنے چوتھا پیچھے، اور پھر پوری توجہ اور یکسوئی کے

ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ فلاں واقعہ کا

انکشاف فرمادے، اب اسم ذات کا ورد بغیر آنکھیں بند

کئے اس طور کرے کہ ایک ضرب دائیں طرف کے قرآن پر

دوسری بائیں طرف والے پر تیسری سامنے والے پر اور چوتھی

پیچھے والی پر لگائے، تا آنکہ اسے اپنے دل میں الشراح

اور نور محسوس ہونے لگے، خلوت میں ایک ہفتہ تک اس

شغل پر اظہار کرے سے واقعہ مطلوبہ کے متعلق

کشف یقیناً ہو جائے گا بعض مشائخ نے شغل مذکورہ میں



قرآن شریف کی بے ادبی سمجھ کر پند نہیں کیا۔ اس کے  
 بجائے اسمائے الہیہ یا علیم، یا مبین یا خبیر کا ذکر بشرط مذکورہ  
 بتایا ہے، جیسا کہ میں اس کا ذکر یک ضری یا سہ ضری کے تحت  
 کر چکا ہوں۔ واللہ اعلم۔

مشارح رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ انھیں شروط  
 مذکور کے ساتھ ہم نے کشف ارواح کا تجربہ کیا۔ باسٹھوں  
 کہ دائیں طرف سیبوح کی، بائیں طرف قدوس  
 کی آسمان کی طرف رب الملک کی اور قلب پر  
 والروح کی ضرب لگائی جائے۔

کارمشکل کی برآری کے لئے شرائط مذکور کے ساتھ  
 رات کے وقت جس قدر پڑھ سکے نوافل پڑھے اس کے بعد  
 دائیں جانب یا حتی بائیں طرف یا وہاب کی ضرب لگائے  
 اور ہزار مرتبہ ایسا کرے !

انشریح قلب اور ملیات کے وسیعہ کے لئے اللہ کی  
 ضرب دل پر لگائے اور لا الہ الا ہوا الحی کی دائیں  
 جانب اور القیوم کی بائیں جانب لگائے  
 جب اللہ تعالیٰ سے کسی مریض کی شفا یا پی، یا



بھوک کے وفحیہ اور وسعت رزق۔ یا قہر دشمن کی وعامانگنا  
 چاہیے تو اسمائے الہیہ میں سے مناسب حال نام تلاش کرے  
 اور اس نام کا دو ضربی یا تین ضربی یا چار ضربی ذکر کرے،  
 جیسے یا ثنائی، یا صمد، یا رزاق، یا بذل وغیرہ وغیرہ  
 واللہ اعلم۔

## نہر سوم

اشغال و اذکارِ حشتیہ کے بیان میں  
 حضراتِ حشتیہ امامِ طریق حضرت خواجہ جہاں  
 قطب ہندوستان سید معین الدین حسن چشتی رضی اللہ عنہ  
 کی طرف منسوب ہیں۔

خواجہ صاحب نے بیان فرمایا ہے  
 کہ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ  
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے  
 اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ

جو راستہ اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ قریب کرنے والا  
 اور اللہ کے نزدیک زیادہ افضل اور بندگان خدا کے لئے



زیادہ آسان ہو مجھے وہ بتائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے ارشاد فرمایا، خلوت میں ذکر کی کثرت اختیار کرو  
 عرض کیا یا رسول اللہ کس طرح ذکر کروں، ارشاد فرمایا اپنی  
 دونوں آنکھیں بند کرو اور میں جو کہتا ہوں سنو، پھر آپ نے  
 تین مرتبہ لا الہ الا اللہ فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 سنتے رہے! پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین بار لا الہ  
 الا اللہ کہا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سماعت فرمائی۔  
 پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ ذکر حضرت حسن  
 بصری کو تلقین فرمایا اور انھوں نے حضرت عبدالواحد بن زید  
 رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح تعلیم فرمایا اور ہم تک اسی طرح پہنچا۔  
 پس جب شیخ مرید کو ذکر کی تلقین کرنا چاہتا ہے تو  
 مرید کو روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہے اگر جمعرات کا دن ہو تو  
 بہتر ہے۔ اور استغفار و درود، گیارہ گیارہ بار پڑھنے کو  
 کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں  
 فا ذکرہ اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنبہ فرمایا ہے  
 اس لئے اس معاملہ میں ایسی کوشش کرو کہ تم پر کوئی ایسا  
 وقت نہ گزرے کہ تم ذکر نہ ہو۔



اور معلوم کرو کہ تمہارا قلب بائیں پستان کے نیچے دو  
انگل کے فاصلہ پر ہے جس کی شکل گل صنوبر کی سی ہے اور  
اس کے دو دروازے ہیں ایک فوقانی، ایک تحتانی، اور  
فوقانی دروازہ کھلنا ذکر چہری پر موقوف ہے اور تحتانی  
دروازہ کا ذکر خفی ہے، جب ذکر چہر کا ارادہ ہو تو چار زائو بٹھو  
اور رگ کیاس کو دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے برابر  
والی انگلی سے پکڑو۔ رگ کیاس ایک رگ کا نام ہے جو  
زائو کے اندر ہوتی ہے، اس رگ کا بطریق مذکور پکڑنا خطر  
و وسوس کی نفی کے لئے مفید ہے اور قلب کو حرارت  
بخشتا ہے اور یقیناً بٹھو اور لا الہ الا اللہ اندرون قلب  
کی پوری قوت اور شدت سے کہو، حرف لا کو ناف سے  
کھینچ کر سیدھے کندھے تک لا کر باہر نکالو اور لفظ الہ کو اصل  
دماغ سے اور اپنے تصور میں یہ اشارہ کرو کہ ما سوا اللہ کی دوستی  
کو اپنے اندر سے نکال کر باہر پھینکتا ہوں اور پس پشت ڈالتا  
ہوں، الہ پر سانس نہ توڑو بلکہ شدت و قوت کے ساتھ  
الا اللہ کی ضرب دل میں لگاؤ۔ متبیدی غیر خدا کی معبودیت  
کی نفی کا لحاظ کرے اور متوسط نفی مقصودیت غیر خدا۔



اور منتہی غیر خدا کے وجود کی نفی کا لحاظ کرے۔  
اس ذکر کی شرط اعظم اپنی جمعیت کو جمع کرنا اور  
کلمہ طیبہ کے معنی کو سمجھنا ہے۔

ذکر چہر کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ تقلیل  
طعام نہ کرے چوتھائی معدہ کا خالی رکھنا کافی ہے۔ اور  
روحانیات کا استعمال بھی ضروری ہے تاکہ دماغی خشکی لاحق  
نہ ہو۔

جب پاس انفاس کرنا چاہے تو چاہئے کہ اپنے  
نفس کی آمد و شد سے ہوشیار اور بیدار رہے جب سانس  
باہر کی طرف آئے تو لا الہ کے اور اپنے خیال سے محبت  
اسوی اللہ کو اپنے باطن سے باہر نکال پھینکے اور جب  
سانس اندر چلے تو لا الہ کہے اور خیال کرے کہ  
اپنے دل کے اندر محبت الہی ڈال رہا ہوں۔

مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں سلوک کا رکن  
اعظم مرید کے قلب کا ربط قلب شیخ سے باعتبار محبت و تعظیم  
کے ہے، اور شیخ کی صورت کا تصور ہے۔ جب طالب کا  
باطن نور و ذکر سے متور ہو جائے تو مراقبہ کا حکم کرے، کہ ان



کلمات اللہ حاضر می، اللہ ناظر می اللہ معی یا آیت اتمہ  
 بکل شیء عجب طے کا مراقبہ دل یا زبان سے کرے یا اللہ تعالیٰ  
 کو اپنے اور قبلہ کے درمیان حاضر تصور کرے اور مشاہدہ کرے۔  
 جو سالک چل کرنا چاہے اسے چند امور کی رعایت کرنا  
 ضروری ہے۔

ہمیشہ روزہ سے رہے، ہر وقت قیام میں رہے، کم  
 کھائے، کم بولے، کم سوئے، اور لوگوں سے میل جول کم  
 کرے، پیداری اور سوئے وقت تک ہر وقت با وضو ہے  
 اپنے قلب کو شیخ کی محبت اور احترام کے ربط سے مربوط  
 رکھے غفلت اپنے اوپر حرام کر لے، جب جائے اعتکاف  
 میں وایاں پاؤں رکھے تو اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر تین مرتبہ  
 سورہ والناس پڑھے، اور جب وایاں پاؤں رکھے تو  
 کہے، اللہم انت ولی فی الدنیا والاخرۃ کن لی  
 کما کنت لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسرقتنی  
 بمحبتک۔ اللہم اسرقتنی حبک واشغلتنی بحبک  
 واجعلنی من المخلصین۔ اللہم اجمع نفسی  
 بمحبتک یا ایتک یا ایتس من الایس لہ۔



صاحب الاقدار فی فردا وانت خیر الوارثین ۔  
اور مصلے پر کھڑے ہو کر اکیس بار پڑھے اخی وجہت  
وجہی للذی قطن السموات والارض حقیقا وما  
انا من المشرکین۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے  
پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور دوسری  
میں آمن الرسول پڑھے۔ سلام کے بعد طویل سجدہ کرے  
اور خوب توجہ سے دل لگا کر دعا کرے۔ اور پانچ صد مرتبہ  
یا فتاح پڑھے، پھر مذکورہ بالا اذکار میں مشغول ہو جائے۔  
مزارات پر حاضری دینے والوں کے لئے خصوصی  
طور پر کہا گیا ہے کہ جب مقبرہ میں داخل ہوں تو مقبرہ میں  
دو رکعت کے اندر آنا فتحنا پڑھیں اور میت کی طرف متوجہ  
ہو کر بیٹھ جائیں سورہ ملک پڑھیں تکبیر و تہلیل کہیں اور  
گیارہ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر میت کے نزدیک ہو کر اکیس  
بار یارب کہیں، اس کے بعد کہے اے روح آسمان کی طرف  
اڑو، اے روح الروح میرے قلب میں ضرب لگاؤ تاکہ  
انشرح اور نور پیدا ہو، پھر اس فیض کا انتظار کرے جو  
صاحب قبر کی جانب سے ترے دل تک پہنچے۔



سخت مشکل کے وقت حضرات چشتیہ کے ہاں صلوات  
کن فیکون کا معمول ہے جو بدھ، جمعرات اور جمعہ کی  
رات کو پڑھی جاتی ہے۔ دو رکعت نمازِ نقل کی نیت کرے  
پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص سو بار  
اور دوسری رکعت میں فاتحہ سو بار اور سورہ اخلاص  
ایک بار، سلام کے بعد سو بار کہے "اے دشواریوں کو آسان  
کرنے والے اور اے تاریکیوں کو روشن کرنے والے"۔

اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور قلب کے  
ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، تیسری رات نماز اور  
دعاؤں سے فارغ ہو کر سرنگا کرے۔ اور گریہ و زاری  
کے ساتھ اپنے مطلب کی دعا پچاس مرتبہ کہے، انشاء اللہ  
دعا مستجاب ہوگی۔

## نہر چہارم

اصطلاحات طریقت کا بیان جو حضرات نقشبندیہ  
کے ہاں رائج ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ خواجہ خواجگان پیران پیر امام طریقت



وشرعیّت و حقیقت، مرکز وائرہ ولایت و معرفت قطب  
 المحققین حضرت خواجہ بہار الدین محمد بن النجاری مشہور  
 بہ شاہ نقشبند رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ آپ  
 نیاسپور میں اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی  
 اولاد میں ہیں۔ آپ کی ولادت، محرم ۷۷۰ھ میں اور وفات  
 شب دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۸۹۰ھ میں ہوئی۔ اس شعر  
 کے ایک مصرعہ سے آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔  
 مسکن و ماویٰ اوچوں بود قصرے عارفان  
 قصر عرفان میں سبب آمد حساب رحلتش  
 مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق جو اشعار  
 کہے ان کا ترجمہ یہ ہے۔

یثرب و یطحا میں جو ٹھہرے راج تھے، اس کا وقت  
 آخر آپ پہنچا، اس دولت سے بجز شاہ نقشبند کے اور  
 کوئی بہرہ مند نہ ہوا، ایسا گوہر پاک ہر جگہ نہیں ہوتا  
 اس کی کان خاک بخار تھی، اس کا پہلا قدم ہرستی کا آخر  
 قدم تھا اس کے آخری قدم کے لئے تمنا کی جیب بھی تھی۔  
 کسی اور نے کہا۔



خواجہ نقشبندر وکالت دور کرنے والے ہیں مرید کے  
دل سے غیر کا نقش مٹا دیتے ہیں۔

طریقہ مجددیہ جس کا ذکر پہراؤل میں کیا گیا نقشبندیہ طریقہ  
کے اصول پر مبنی ہے، وہ اصول وقوف قلبی اور مہیار  
فیاض کے ساتھ توجہ، خطرات کی نگہداشت، شیخ مقتدا  
کی صحبت کے التزام اور دوام ذکر پر مشتمل ہیں اور ان کی  
شرائط کے مطابق ذکر کی اقسام کا وہاں ذکر ہو چکا۔

اب بعض وہ کلمات جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد  
رکھی گئی بیان کرتا ہوں غور و توجہ سے سنئے، وہ کلمات  
یہ ہیں۔ ہوش دروم۔ نظر بر قدم، سفر  
دروطن، و خلوت و انجمن، یاد کرد، بازگشت،  
فلکداشت اور یادداشت۔ یہ آٹھ کلمات حضرت  
خواجہ جہاں مولا تاجید الخالق عجدانی رحمۃ اللہ علیہ سے  
منقول ہیں۔ ان میں تین کلمات وقوف زعمانی۔ وقوف  
قلبی اور وقوف عدوی کا اضافہ شاہ نقشبند  
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

ہوش دروم کا مطلب یہ ہے کہ سالک ہر



آن اپنے نفس کے متعلق بیدار رہے اور یہ دیکھتا رہے کہ اس کا نفس ڈاکر ہے یا غافل، اور اس کو بتدریج دوام حضوری تک پہنچاتے ہیں۔ یہ صورت ہندی سالک کے لئے مفید ہے، متوسط کو چاہیے کہ وہ ہر لحظہ اپنے نفس کی ٹوہ میں رہے۔ مثلاً ہر گھڑی بعد دیکھے کہ اس میں غفلت تو داخل نہیں ہو گئی، پس اگر غفلت موجود پائے استغفار کرے اور آئندہ اس کے ترک کا قصد کرے، اور اس طرح لحاظ کرتا ہوا دوام حضوری پر فائز ہو، اور یہ آخری معنی وقوف زمانی کے ہیں جس کو شاہ نقشبندؒ نے استخراج فرمایا، اس لئے کہ متوسط کو علمی کیفیت کا علم ہر وقت فکر مشدہ بنائے رکھتا ہے اور توجہ الی اللہ میں اس کی استغرافی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ اس توجہ کا علم اس میں مانع نہیں ہوتا۔

اور تطویر قدم کا مطلب یہ ہے کہ سالک کو چاہیے چلتے وقت نظر پاؤں پر رکھے اور پیچھے کی حالت میں اپنے سامنے دیکھے، وائیں یا نہیں نظر نہ ڈالے کہ اس سے بہت بڑا نقصان ہوتا ہے اور مقصد میں رکاوٹ پڑتی



ہے، اور یہی حکم اس کی طرف کان لگانے کا ہے کہ لوگوں سے بات چیت اور قصص و حکایات سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور یہی مبتدی کے حسب حال ہیں، اور منشی کے حسب حال یہ ہے کہ اپنے حال پر غور کرے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کون سے نبی کے قدم پر ہے۔ اس لئے کہ بعض اولیاء زیر قدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے ہیں اور ان کو محمدی المشرب کہا جاتا ہے، بعض برف قدم حضرت ابوالشراوم علیہ السلام ہوتے ہیں اور آومی المشرب کہلاتے ہیں بعض دوسرے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہوتے ہیں اور ان کا نام ابراہیمی المشرب ہوتا ہے ایک گروہ موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم سر رکھے ہوتے ہے اور موسیٰ المشرب اس کا لقب ہے۔ ایک گروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تحت قدم ہونے کے سبب عیسوی المشرب کہلاتا ہے۔ چنانچہ میرے والد محترم عیسوی مشرب رکھتے تھے، اور حضرت موصوف کا مہدار تعین اسم الحی تھا۔ اور ہمارے سید و آقا مرشد و امام ابراہیم المشرب تھے اور ان کا مرنی اسم العلیم تھا اور یہ حقیر و ناچیز



راقم سطور محمدی المشرب ہے اور اس کا مبداء تعین العلم ہے  
پس جب سالک اپنے متبوع کو پہچان لے گا تو  
اس کے حالات و واقعات متبوع کے واقعات کے مناسبت  
ہوں گے۔

سفر و وطن سے مراد صفات بشریہ سے صفات  
ملکیہ کی طرف ہر وقت انتقال کرتے رہنا ہے سالک کو  
چاہیے کہ اپنے نفس میں اس بات کا پتہ لگائے کہ اس میں غیر  
کی محبت باقی ہے یا نہیں، اگر موجود پائے تو تو یہ کمرے  
اور سمجھ کے میرے لئے یہ بت ہے کلمہ لا سے اس کی منفی  
کرے اور کلمہ الا اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا  
اثبات کرے۔

سالک پر یہ بھی واجب ہے کہ اپنے دل کا جائزہ لے  
اگر اس میں کسی جانب سے بغض، عداوت یا کینہ ہو تو اسے  
اس کلمہ کی مداومت سے دور کرے۔

خلوت و انجمن کا مطلب یہ ہے کہ سالک کا دل  
ہر وقت ہر حال میں خدا تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہے اور ہر  
وقت اللہ کی طرف متوجہ رہے۔



اس ماہ دش کی طرف سے پاک بھپکنے کی مدت کے لئے  
 بھی غافل نہ رہو شاید کسی وقت توجہ کرے اور تم متوجہ نہ ہو  
 اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ صوفی خلق میں گھلا ملا بھی ہے  
 اور ان سے دور بھی ہے، باعتبار ظاہر تو وہ ان میں ملا جلا  
 نظر آتا ہے مگر باطن کے اعتبار سے ان سے جدا رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ فرماتے  
 ہیں کہ قرآن شریف کی آیت **لَا تَلْهِیْہُمْ تِجَارَاتُہُمْ**  
**وَلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ آلَہِ** میں اسی حالت کی طرف اشارہ ہے  
 حق یہ ہے درویشوں کا لباس پہن کر ہر وقت اللہ تعالیٰ  
 سے لو لگانے میں ظاہری طور پر مشغول رہنے میں اکثر یا  
 اور وکھلاوے کا شیعہ ہوتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ پاباس  
 علماء و صلی کا سارے کھے اور دلی طور پر ہر وقت اللہ تعالیٰ  
 کی طرف متوجہ رہے،

حضرت خواجہ عزیزاں علی رامینی فرماتے ہیں کہ  
 اندرونی چیزوں کی خبر رکھو بیرونی اور ظاہری چیزوں  
 پر توجہ نہ دو، ایسی توجہ اور دوشیں جہاں میں کم پائی  
 جاتی ہے۔



یا ذکر و کامطلب ذکر اللہ سے ہے، وہ ذکر اسم ذات  
کا ہو یا نفی و اثبات کا، جیسا کہ ہر اول میں تفصیلاً مذکور  
ہوا، کیونکہ ذکر ہی فنا و بقا کا موجب ہے اور ذکر ہی خدا تک  
پہنچاتا ہے۔

تو ذکر و کیونکہ ذکر ہی تمہاری زندگی ہے  
دل کی پاکیزگی اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے ملتی ہے

وَاذْكُرْ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۚ اِنَّكُمْ تَقْلَحُوْنَ ۚ فَاَنْتُمْ عَالِمُوْنَ ۚ

فرمان ہے، جس سے اس دعا کی تصدیق ہوتی ہے۔

باز گشت کامطلب یہ ہے کہ کچھ دیر ذکر کر کے حق

تعالیٰ سے دعا و مشاجرات کرے کہ الہی میرا مقصود و مقصد

اور تیری رضا ہے تیری خاطر میں نے دنیا و آخرت ترک

کر دی، تو اپنی نعمت مجھے پر تمام فرما اور اپنے جناب میں

وصول تمام عطا فرما۔ ذکر میں یہ بہت بڑی شرط ہے

اس سے تغافل ہرگز نہ کریں کہ بڑی فائدہ کی بات ہے۔

نگہداشت سے خطرات و وساوس اور تصورات

کی اوجھڑیں سے اپنے دل کی حفاظت کرنا مراد ہے۔ سالک

کو چاہیے کہ بیدار و ہوشیار رہے دل میں خطرات و وساوس



گذر کر نئے نہ پائیں، کہ اندر جا کر گھر کر لیں، اور ازالہ میں مشکلات  
پیش آئیں، یہ طریقہ اختیار کرنا ملکہ جمعیت و طمانیت ہے اور  
حب ملکہ جمعیت حاصل ہو جائے یعنی قلب سے خطرات کا  
بالکل استیصال ہو جائے تو فنا سے قلب حاصل ہو جاتی  
ہے۔ البتہ دماغ سے کچھ نہ کچھ اثر تار ہوتا ہے۔ فنا سے نفس کے  
بعد دماغ سے بھی یہ کیفیت نائل ہو جاتی ہے۔

یہ خیال کرنا کہ خطرہ ادراک میں بھی کہیں سے نہ آئے  
حیرت کی بات ہے خطرہ کا بالکل مٹ جانا اصل عقل کے  
نزدیک معقول نہیں لیکن خدا کے دوستوں کے طریقے  
عقل و نظر سے ماوراء ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا روم فرماتے  
ہیں اس لئے ان کی حالت پر اپنے کو قیاس نہ کرے  
پاکباز حضرات کے کاموں کو اپنے کاموں پر قیاس  
نہ کرو، اگرچہ شیر و شیر کا املا ایک ہے، مگر معنی و حقیقت  
میں بڑا بعد ہے۔

واضح رہے کہ فنا چار قسم کی ہوتی ہے۔

اول فنا خلق کہ خدا کے واسطے امید و بیم

بالکل نہ رہے۔



دروم فتنائے ہوا کہ دل میں خدا کی خواہش کے سوا  
کوئی آرزو نہ رہے ۔

دیدہ و دل کی تسکین کس طرح کروں کہ ہر وقت دل  
و دیدہ تری طلب و خواہش کرتے رہتے ہیں ۔

سو دم فتناء ارادہ کہ سالک سے ارادہ و خواہش کی  
صفت ہی زائل ہو جائے، جیسا کہ مردہ سے زائل ہو جاتی ہے۔  
چہار دم فتناء فعل کہ بی بی بیصر (میرے ساتھ دیکھتا

ہے)، بی بیسمع (میرے ساتھ سنتا ہے)، بی بی نطق (میرے  
ساتھ کلام کرتا ہے)، بی بی طش (میرے ساتھ پکڑتا ہے)،  
بی بی ہشی (میرے ساتھ چلتا ہے)، بی بی عقل (میرے ساتھ  
سوچتا ہے)، کی کیفیات جلوہ گر ہو جائیں ۔

حق تعالیٰ کا علم صوفی کے علم میں گم ہو گیا مگر لوگوں  
کی سمجھ میں یہ بات نہیں بچتی ۔

توبہ۔ انابت۔ زہد۔ قناعت۔ ورع۔ صبر۔  
شکر۔ توکل۔ تسلیم اور رضا ان وٹس مقامات کے  
حصول کے بغیر مقام ولایت پر فائز ہونا تصور ہی میں نہیں  
آتا، گو بالا جمال بھی مگر حصول ضروری ہے، جیسا کہ طریقت



نقشبندیہ مجددیہ میں ہے۔ اس لئے کہ تفصیل مذکورہ کے مطابق  
اس خاندان میں نسبت اجمالی و جذبی ہے !

اور دوسرے سلسلوں کی سیر سلو کی ہے اور سلو کی  
سیر بہت تفصیلی ہوتی ہے۔

یادداشت کے معنی ہیں کہ الفاظ و تخیلات سے  
خالی، توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات چھوڑ چکوں کی طرف اور  
سچی بات یہ ہے کہ ایسی توجہ فنا و تمام اور بقا کا مل کے  
بعد ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

وقوف زمانی کی تعریف ہوش و روم کے  
ذیل میں بیان کر چکا ہوں۔

وقوف عددی۔ نفی و اثبات میں طاق عدد کی  
رعایت کرنے سے مراد ہے جیسا کہ نثر اول میں اس کا بیان گزر چکا۔  
وقوف قلبی۔ دل کی طرف جو یا نہیں پستان کے  
نیچے ہے توجہ کا نام ہے، اس توجہ کی حکمت ایسی ہی ہے

جیسی کہ طریقہ جیلانیہ میں ضرب کی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔  
جاننا چاہئے، کہ شارح نقشبندیہ میں تصرفات کی  
قوت عجیب و غریب ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کام پر جمع ہمت



کر لیں تو وہ کام ان کی محنت کے موافق ہو کر رہتا ہے، یا  
مثلاً طالب میں تاثیر کرنا اور مریض سے مرض سلب کر لینا،  
گنہگار کا توبہ پر آمادہ ہو جانا، اور لوگوں کے دلوں پر تصرف  
کہ وہ محبت و تعظیم سے پیش آتے ہیں، ان کے محسوسات  
ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں بڑے بڑے واقعات کا نقشہ آجاتا  
ہے، زندہ یا اہل قبور بزرگوں کی نسبت پر یا خبر ہو جانا۔  
ولی ارادوں پر مطلع ہو جانا، آنے والے واقعات کا انکشاف  
ہو جانا۔ نازل ہونے والی بلاؤں کا وقیعہ و غیرہ وغیرہ یہ  
سب اس سلسلہ عالیہ کے شیروں کی خصوصیات ہیں۔  
حضرات نقشبندیہ کی قافلہ سالاری بہت ہی عجیب  
ہے۔ یہ پوشیدہ راستہ سے قافلہ کو حرم لے جاتے ہیں۔  
سالک راہ کے دل میں ان کی محبت کا جاذبہ ہی اس  
کو خلوت و جدہ کشی کی راہ سے نکال لے جاتا ہے۔ ناواقف اگر  
اس طائفہ پر ناواقف ہی کا طعن دے۔ تو یہ بات بخیرات اہل  
شکایت ہے۔

دُنیا جہاں کے شیر اس سلسلہ سے مشک ہیں، لومڑی  
جیلہ سازی سے اس سلسلہ کو کیسے توڑ سکتی ہے ان سب پر



اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرمائے۔

طالبانِ حق پر توجہ کرنے کا طریقہ شارح کرام کا یہ ہوتا ہے کہ جس نسبت کا ارتقا طالب پر منظور ہوتا ہے اس نسبت میں شیخ اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر پوری قوت اور توجہ تمام سے اس نسبت کو طالب کی طرف منتقل کرتا ہے چنانچہ وہ نسبت حسب استعداد طالب منتقل ہو جاتی ہے۔

اور جب طالب غائب ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ فرماتے ہیں اور اس کے کام کو انجام تک پہنچاتے ہیں۔

ایسے ہی ہر مشکل کام جو ان کو پیش آتا ہے اس کے حل میں ہمت کرتے اور خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہیں اور وہ کام ان کی تمنا کے مطابق پورا ہو جاتا ہے۔

اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر زندہ ہوں تو ان کے رویہ و رفتہ قبر کے نزدیک بیٹھ کر اپنے نفس کو اپنی نسبت سے خالی کر لیتے ہیں اور اپنی روح کو ان کی روح سے متصل کر کے اپنے نفس کی طرف اس کو متوجہ کرتے ہیں۔ اس میں جو کیفیت آئے گی وہی اس شخص کی



نسبت ہوگی۔

لوگوں کے دلوں کے خطرات پر مطلع ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے نفس کو ہر چیز سے خالی کر کے اپنے نفس کو اس کے نفس سے ملائے ہیں، اگر کوئی بات ذہن میں اتر آئے تو وہ اس شخص کا خطرہ قلبی ہوگا۔

آئندہ پیش آنے والے واقعہ کی خبر معلوم کرنے کی صورت یہ ہے کہ ہر چیز سے اپنے نفس کو فارغ کرے بجز واقعہ مطلوبہ کے انتظار کے، جب تصورات ختم ہو جائیں اور صرف انتظار رہ جائے، تو اپنے نفس کو ملائکہ کرام کے ساتھ ملحق کرے، انشاء اللہ اس پر وہ واقعہ ہائفت غیبی کی طرف سے خواب یا پیری میں مشکف ہو جائے گا۔

نازل ہونے والی بلا کو روکنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اس بلا کی صورت مثالیہ کو ملحوظ رکھ کر اس کے وسیعہ کے لئے ہمت قوی کے ساتھ اس کی طرف توجہ کی جاتی ہے، لہذا لے کی مدد سے وہ دفع ہو جاتی ہے۔



## خاتمہ

سلاسل طریقت کے شجرہ جات کے بیان میں

### شجرۂ خاندان نقشبندیہ مجددیہ

الہی بکرمات شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الہی بکرمات خلیفہ  
 رسول اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ الہی بکرمات  
 صاحب رسول اللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ الہی بکرمات  
 حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ الہی بکرمات  
 حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ الہی بکرمات حضرت  
 بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ  
 ابوالحسن نرقانی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ  
 ابوعلی قارمدی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ  
 ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ  
 جہاں عبدالحق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت  
 خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات خواجہ  
 محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ



عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت خواجہ محمد بابا  
 سماسی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت سید میر کلال رحمۃ اللہ  
 علیہ الہی بکرمیت خواجہ جگان و پیر پیران حضرت سید  
 بہار الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت خواجہ علاء الدین  
 عطار رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت مولانا یعقوب چرنی  
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار  
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ  
 علیہ الہی بکرمیت حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ  
 الہی بکرمیت حضرت مولانا خواجگی امکنکی رحمۃ اللہ علیہ  
 الہی بکرمیت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ الہی  
 بکرمیت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی  
 سہروردی (سرمہندی) رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت عروۃ  
 الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت  
 حضرت سلطان الاولیاء شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ  
 الہی بکرمیت حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ  
 الہی بکرمیت حضرت شمس الدین حبیب اللہ حضرت میرزا  
 جان جانان رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت مجددائے الثالث



والعشر نائب حضرت خیر البشر خلیفہ خدا مروج شریعت  
مصطفیٰ حضرت مولانا سیدنا عبد اللہ المعروف بشاہ  
غلام علی احمدی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت والدری ماجدی  
قیوم زمان قطب دوران حضرت شاہ ابوسعید احمدی رحمۃ  
اللہ علیہ، تا چیز فقیر احمد سعید مجددی پر رحم فرما اور اپنی  
محبت و معرفت عطا فرما۔

## شجرہ قادریہ

الہی بکرمیت شیخ المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الہی بکرمیت خلیفہ رسول اللہ  
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ الہی بکرمیت سبط رسول حضرت  
امام حسن رضی اللہ عنہ الہی بکرمیت سبط رسول حضرت امام  
حسین رضی اللہ عنہ۔ الہی بکرمیت امام زین العابدین رضی اللہ  
عنہ الہی بکرمیت حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ الہی بکرمیت  
امام ہمام حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ الہی بکرمیت امام  
موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ الہی بکرمیت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ  
الہی بکرمیت حضرت خواجہ محمد معروف کرنی رحمۃ اللہ علیہ الہی  
بکرمیت حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت



حضرت سید الطائف حضرت جتید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ  
 الہی بحرمات حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات  
 حضرت عبد العزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات حضرت  
 شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات  
 حضرت شیخ ابوالفرح طوسی رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات حضرت  
 شیخ ابوالحسن قرشی رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات حضرت شیخ  
 ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات حضرت پیران پور  
 دستگیر میران محی الدین محبوب سلطان قطب ربانی حضرت  
 سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات حضرت  
 شاہ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات حضرت  
 شرف الدین قتال رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات سید عبد الوہاب  
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات حضرت سید بہار الدین رحمۃ اللہ علیہ  
 الہی بحرمات حضرت سید عقیل رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات حضرت  
 سید شمس الدین صحرائی رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات حضرت  
 سید ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات حضرت سید گدار حن  
 اول رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات حضرت سید شمس الدین عارف  
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمات حضرت سید گدار حن ثانی رحمۃ اللہ علیہ



الہی بحرمیت حضرت شاہ فضل رحمۃ اللہ علیہ، الہی بحرمیت  
 حضرت شاہ کمال کیتھالی رحمۃ اللہ علیہ، الہی بحرمیت حضرت  
 شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ، الہی بحرمیت حضرت امام ربانی  
 مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی تھری (مرشدی)،  
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمیت خازن الرحمتہ حضرت شیخ محمد سعید  
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمیت وکیل الرحمن حضرت شیخ عبد الاحد  
 رحمۃ اللہ علیہ، الہی بحرمیت حضرت شیخ محمد عابد سنائی  
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمیت حضرت شمس الدین حبیب اللہ  
 مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمیت مجدد مائتہ الثالث  
 والعشر نائب خیر البشر سیدنا و مولانا شاہ عبد اللہ المعروف  
 بشاہ غلام علی احمدی رحمۃ اللہ علیہ، الہی بحرمیت والدی  
 ماجدی مرشدی و مولائی شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ درویش  
 میں سب سے کثیر احمد سعید مجددی پر رحم فرما۔ اور ان اکابر  
 کی نسبت خاص سے پہرہ و در فرا۔



# شجرۃ سلسلہ چشتیہ

۱۵۸

الہی بکرمۃ شفیخ المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الہی بکرمۃ خلیفۃ  
رسول اللہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ الہی بکرمۃ  
خیر التائبین حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمۃ  
شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمۃ حضرت شیخ  
قزیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمۃ حضرت سلطان  
ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمۃ حضرت شیخ حذیفہ  
مرعشی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمۃ حضرت شیخ صبیحہ بصری  
رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمۃ حضرت شیخ علودینوری رحمۃ اللہ  
الہی بکرمۃ حضرت شیخ ابواسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ  
الہی بکرمۃ حضرت شیخ ابوالحداد چشتی رحمۃ اللہ علیہ  
الہی بکرمۃ حضرت شیخ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ  
الہی بکرمۃ حضرت شیخ ابویوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ  
الہی بکرمۃ حضرت شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ  
الہی بکرمۃ حضرت شیخ حاجی شریف زبیدی رحمۃ اللہ علیہ  
الہی بکرمۃ حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ



الہی بکرمیت خواجہ خواجگان و قطب ہندوستان امام الطریقہ  
 حضرت معین الدین چشتی سنجرى رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت  
 حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی (کاکلی) رحمۃ اللہ  
 علیہ الہی بکرمیت شیخ فرید الحق والدین مسعود و ابو مصنی  
 المعروف گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت مخدوم  
 عالم علاء الدین حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ الہی  
 بکرمیت حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ  
 الہی بکرمیت حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ  
 الہی بکرمیت حضرت شیخ احمد عبد الحق ردو لوی رحمۃ اللہ  
 علیہ الہی بکرمیت شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت  
 حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت  
 حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت  
 مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت امام ربانی  
 مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سہروردی (سمرقندی)  
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت خازن الرحمتہ حضرت شیخ  
 محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت وکیل الرحمن حضرت  
 شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت شیخ



محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت قیم طریقہ احمدیہ شمس الدین  
 حبیب اللہ مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت  
 مجدد مائتہ الثالث والعشر نائب حضرت خیر البشر سیدنا  
 ومولانا حضرت شاہ عبد اللہ المعروف بشاہ علام علی احمدی  
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت قیوم زمان وقطب دوران والدی  
 ماجدی حضرت شاہ ابوسعید احمدی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں  
 میں سب سے زیادہ حقیر احمد سعید مجددی پر کرم فرما۔  
 اپنا ذوق وشوق اپنی محبت ومعرفت نصیب فرما۔  
 اے اللہ ان برگزیدہ نفوس سے توراہی ہو جا اور  
 مجھے ان کے کمالات وبرکات سے متمتع فرما۔ آمین

ختم شد



محمد احمد منجنگ ڈائریکٹر ہارڈ ویئر مینوفیکچرنگ کارپوریشن لمیٹڈ

۴۴۔ ایف سندھ اسٹریٹ اسٹیٹ

ماری پور روڈ کراچی ۲۰

ڈائریکٹر پاکستان ایکسپلورینڈ اسٹیل ری رولنگ ملز لمیٹڈ

بادامی باغ۔ لاہور

نے مفت تقسیم کے لئے طبع کرایا

ناشر

ناظم دعوت الحق مسجد طیبہ پرنس اسٹریٹ کراچی ۲

فون: ۲۳۱۳۳۰